جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۳ | مورخہ ۲۵ مئی سنہ ۱۹۲۶ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۴ھ | نمبر ۱۱۳

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ۲۰ مئی کی شب کو بخار کا حملہ ہوا۔ جو دوسری رات تک رہا۔ اب بخار پہلے سے کم ہے۔ مگر کمزوری اور جسم میں درد باقی ہے۔

آج ۲۲ مئی ½۱۱ بجے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے نئے مکان (صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی نشستگاہ اور سید ناصر شاہ صاحب کے مکان کے مابین قطعہ زمین پر) کی بنیادی اینٹ چند احباب کے ساتھ رکھی۔ سب سے پہلے حضور نے ایک اینٹ اپنے قمیص کے دامن میں رکھ کر دیر تک دعا کی۔ پھر ایک اینٹ بنیاد کے کونے پر دست مبارک سے لگائی۔ اور فرمایا سب احباب ایک ایک اینٹ رکھیں۔ جب سطح پر ۲۳ اینٹیں رکھی جا چکیں تو حضور نے پھر دعا کی۔ اسکے بعد احباب صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے دیوان خانے میں جمع ہوئے۔ جہاں شیرینی پیش کی گئی۔ پان تقسیم ہوئے۔ اور یہ مبارک تقریب ختم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس قصر خلافت کو ہزارہا فضلوں اور برکتوں کا مورد و منبع بنائے۔ اللہم آمین۔

حضرت ام المومنین صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے ساتھ دہلی سے مع الخیر واپس تشریف لے آئیں۔

نظم

میرا ہر ذرہ ہو صد بار فدائے محمودؔ

(از جناب عبد العزیز صاحب۔ گورداسپوری سب اسسٹنٹ سرجن چھاؤنی لاہور)

سرفروشانِ محبت کو بلائے محمودؔ — جلوۂ یار کے نظارے دکھائے محمود

بجلیاں گرتی ہیں جب ترچھی نظر سے دیکھیں — مظہر سرِّ الٰہی ہے ادائے محمود

جس سے مسرور ہو دل اور معطر ہو دماغ — مئے وحدت کا ہمیں جام پلائے محمود

کہنہ مشتاق ہے وہ اسیر عیاں ہے سب کچھ — رازِ اُلفت کی حقیقت کو بتائے محمود

سر ہتھیلی پہ لئے خدمتِ دیں کو دوڑے — گوشِ خدام میں پہنچی جو صدائے محمود

جان و دل چیز ہے کیا انپہ نچھاور کردوں — میرا ہر ذرہ ہو صد بار فدائے محمود

درد کی چارہ گری ہوگی نہ جز خاکِ شفا — کوچۂ احمدِ مرسل میں بلائے محمود

بحرِ عصیاں میں پھنسی کشتیٔ ایماں اپنی — مجھ سیاہ بخت کو آکر کے بچائے محمود

منتظر دیر سے بیٹھے ہیں بشیری ہم تو — چہ عجب نغمۂ دلسوز سنائے محمودؔ

لنڈن سے شکریہ کا تار

سیٹھ احمد صاحب سکندرآبادی کا گراں قدر عطیہ

مسجد لنڈن کے فرش کے لئے سیٹھ احمد صاحب سکندرآبادی نے ایک سو پونڈ کا گراں قدر عطیہ مرحمت فرمایا ہے۔ جس کا امام مسجد احمدیہ لنڈن بذریعہ تار شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مخلص بھائی سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے بھائی سیٹھ احمد بھائی کو بہت بہت جزائے خیر دے اور ان کے اموال و عمر و صحت و ایمان میں برکت دے۔ آمین ثم آمین

ناظر دعوت و تبلیغ - قادیان

اخبار احمدیہ

اعلانات

(۱) انجمنہائے احمدیہ میں جدید عہدہ داران کا انتخاب ہو رہا ہے۔ جدید انتخاب میں سکرٹریان امور عامہ و امور خارجیہ بعض انجمنوں میں منتخب نہیں کئے جاتے۔ لہٰذا اجملہ سکرٹری و امراء صاحبان کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی انجمن میں سکرٹری امور عامہ منتخب کر کے مجھے اطلاع دیں۔ سکرٹری امور عامہ ایسا انتخاب کیا جائے۔ جو ذی اثر ہو۔ اور اس منصب کی فرائض کی انجام دہی کی اہلیت رکھتا ہو۔

(۲) ایک صاحب جو موٹر ڈرائیوری کی ملازمت کرتے ہیں۔ انکی خواہش ہے۔ کہ میں کسی احمدی صوبیدار ایم۔ ٹی کے ماتحت ملازمت کروں۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ مطلع کیا جاتا ہے کہ ہمارے ایم۔ ٹی کے احمدی صوبیدار اپنے نام و پتہ سے اطلاع دیں۔

(۳) ہمارے ایک احمدی بھائی جو قوم سے تیلی ہیں۔ انکو اپنے لڑکے و لڑکیوں کے رشتہ میں سخت مشکلات ہیں۔ احمدیت کی وجہ سے انکو پہلی برادری سے خارج کر دیا ہوا ہے۔ ان کے دو لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔ جو اپنے ہم قوم احمدیوں کے ہاں رشتہ کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا سکرٹری صاحبان تیلی قوم کے قابل عقد لڑکے اور لڑکیوں کی فہرستیں جلد دفتر ہذا میں بھجوا دیں۔ تاکہ اس قوم کے رشتوں اور ناطوں میں سہولت بہم پہنچائی جائے۔

نیز اسی طرح احمدی حجاموں کے قابل عقد لڑکے اور لڑکیوں کی بھی فہرستیں آجائیں۔ کیونکہ احمدی حجاموں کو بھی اپنے رشتوں ناطوں میں مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔ ناظر امور عامہ قادیان

اعلان

چودہری محمد منصف خان صاحب تار بابو ملکوال جنکشن ریلوے چاہتے ہیں۔ کہ اس طرف جانیوالے احمدی احباب ملکوال جب ضرور ان کو مل جایا کریں۔

عبدالمغنی۔ ناظر بیت المال قادیان

موٹر ڈرائیور

ہمارے پاس ایک قابل اعتبار سند یافتہ احمدی نوجوان ہے۔ جو موٹر کا کام خوب جانتا ہے، مگر آج کل بیکار ہے۔ اگر کسی صاحب کو ضرورت ہو تو میرے ساتھ خط و کتابت کریں۔ محمد صادق عفا اللہ عنہ ناظر امور عامہ

تعلیم نسواں

امۃ العزیز بنت شیخ محمد عبد الرشید صاحب احمدی بٹالہ امتحان مڈل میں سکول میں اول نمبر پاس ہوئیں۔ - حاجی گلزار محمد بٹالہ۔

اعلان نکاح

میاں حمید اللہ ابن میاں الٰہی بخش صاحب ساکن شیخپور ضلع گوجرات کا نکاح نعیمہ بیگم بنت منشی غلام حیدر صاحب سب انسپکٹر اشتمال اراضی (رہوالی) قادیان سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے بعد از نماز عصر پانسو روپیہ مہر پر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ جانبین کے لئے مبارک کرے ؛

دعا برائے استقامت

شیخ محمد سعید صاحب کلرک دفتر ایڈی ایس اینڈ ٹی پشاور معہ اپنی اہلیہ کے جو کہ ایک تعلیم یافتہ خاتون ہے۔ اچھی طرح سے تحقیق کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ احباب ان کی استقامت اور سلسلہ کے لئے مفید ہونے کے واسطے دعا فرمائیں۔

محمد سعید کلرک نمبر ۵ انفنٹری برگیڈ ٹرانسپورٹ کمپنی پشاور

دعا برائے کامیابی امتحان

(۱) محمد الہ داد خان کے لئے محمد ایوب خان رسالدار بہادر مراد آباد (۲) امتحان دینے والے تمام احمدیوں کے لئے بفضل

درخواست دعا

(۱) مخالفین سلسلہ کے عناد کا نشانہ بنا ہوں حکمانہ طور پر بھی دکھ پہنچا رہے ہیں۔ محمد عبداللہ P.O. مٹور۔ (۲) مشکلات۔ جھوٹے مقدمات اور دینی و دنیاوی فلاح کے لئے محمد نواب خان ظفر سیال جہانیاں۔ (۳) دیوانی مقدمہ سے مخلصی کے لئے - محمد ایوب خان رسالدار بہادر مراد آباد۔

دعائے صحت

(۱) زوجہ ام کے لئے جو زخم بینی سے بیمار میو ہسپتال لاہور میں داخل ہے حکیم فیروز الدین۔ محلہ قادیان (۲) زوجہ ام کے لئے جو عرصہ سے بیمار ہے - محمد حسین احمد کراچی (۳) زوجہ شیخ خلیل الرحمٰن کے لئے -
(۴) شیخ محمد حسین صاحب کے لئے - } عبدالکریم جہلم
(۵) حاجی غلام جبار صاحب بریلی کے لئے محمد یونس بریلی
(۶) ماسٹر ہدایت اللہ صاحب پنشنر کے لئے
(۷) فرزندم کے لئے - قادر بخش ملتان -
(۸) احمد صاحب احمدی - بھاگل پور کے لئے
(۹) زوجہ ام کے لئے - غلام علی احمدی چک نمبر ۴۲
(۱۰) میرے برادر بزرگ کے لئے - عبد المجید احمدی چک نمبر ۴۲
(۱۱) جعفر صادق صاحب بغداد کے لئے -
(۱۲) سید محمد حسین صاحب احمدی پاک پٹن کے لئے - عنایت اللہ

دعائے مغفرت

(۱) بدر الدین صاحب ۲۳ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء کو فوت ہو گئے ہیں۔ - عبداللہ احمدی کوہالی (۲) غلام محمد صاحب مہدی پوری علاقہ شیخوپورہ میں فوت ہو گئے ہیں۔ - محمد حسین مہدی پور (۳) دخترم بعارضہ دق تخازیری بارہ سال بیمار رہ کر فوت ہو گئی ہے تجمل حسین ضلع بجنور (۴) دخترم فوت ہو گئی ہے۔ محمد عبداللہ پوسٹمین شیخوپورہ (۵) اہلیہ محمد ابراہیم صاحب بعارضہ تپ محرقہ ۲۳ اپریل فوت ہو گئی ہے۔ - مرزا محمد حسین احمدی ترگڑی (۶) دخترم برکت بی بی ۲ رمضان المبارک کو فوت ہو گئی ہے عبدالکریم میرپور (۷) مسماۃ بھاگی فوت ہو گئی ہے۔ محمد حسین احمدی ریاست پٹیالہ (۸) ہمشیرہ ام زہرا بیگم زوجہ فقیر محمد ایم اے مدراس میں فوت ہو گئی ہے۔ مرزا صلاح الدین قادیان (۹) دخترم بعارضہ چیچک فوت ہو گئی ہے۔ محمد علی اللہ آباد۔

رحیم خان احمدی مرحوم

افسوس ہے کہ ہمارا احمدی بھائی مسمی رحیم خان احمدی عرف گوپی ساکن نوشہرہ ضلع آگرہ ایک طویل بیماری کے بعد ۷ مئی سنہ ۱۹۲۶ء شب کو ساندھن میں ہی دنیا فانی سے انتقال کر گیا۔ یہ مرحوم کی خوش نصیبی تھی۔ کہ احمدیت جیسی نعمت اسے خدا کے فضل سے مل گئی تھی۔ اور پھر یہ بھی انکی خوش قسمتی ہی تھی۔ کہ اس نے ایک ملکانہ احمدی مسمی سردار خان ساکن صالح نگر نے اپنی لڑکی کی منگنی بھی کر دی تھی۔ مگر ابھی پورا برس نہیں گذرا۔ کہ ایسے مخلص باپ کی مخلص بیٹی کا مخلص خاوند ہمیشہ کے لئے اس سے جدا ہو گیا۔ اور وہ بیوہ ہو گئی۔ رحیم خان مرحوم کو ہماری جماعت کے اکثر احباب جانتے ہونگے ان کے لئے ضرور دعائے مغفرت کریں۔ اور پھر نوجوان احمدی اور انکی بیٹی کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ان کے لئے بہتر اسباب مہیا کرے۔

رحیم خان نے آخری وقت اپنی بیوی اور چند اور شاہدوں کو بلا کر وصیت کر دی۔ کہ میری مرنے کے بعد کسی مخلص احمدی راجپوت سے نکاح کر لینا یہ احمدیت کا اثر ہے۔ کہ ایک نوجوان ملکانہ اپنی بیوی کو بستر مرگ پر وصیت کرتا ہے کہ وہ نکاح ثانی کر لے۔ والا یہ بات اس قوم کی رسم کے سخت خلاف ہے ؛

خاکسار - قریشی محمد حنیف احمدی احمدیہ دار التبلیغ ساندھن ضلع آگرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۲۶ء

اخلاق کے اصول

جو صرف اسلام نے بتائے

(از ملک غلام فرید صاحب ایم اے مبلغ احمدیت انگلستان)

تعلیم یافتہ طبقہ میں یہ خیال باطل عام طور پر پھیلا ہوا ہے کہ مذہب اور سائنس میں کوئی میل اور مناسبت نہیں۔ گویا یہ دو ایسی ضدین ہیں کہ جن کا اجتماع اور باہم یکجہتی بالکل اور بالکل ناممکن ہے۔ یہ خام خیالی محض اس قلت تدبر کے نتیجہ میں پیدا ہوئی۔ جو وہ مذہب اور سائنس کے مختلف الکیفیت تاثرات میں کوئی مابہ الامتیاز قائم نہ کر سکے اور اس بات کو نہ پا سکے۔ کہ گو ایک سطحی ہوئی نگاہ ان دونوں میں تفاوت اور بُعد المشرقین پیش نظر کرتی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ ان میں ایک ایسا قرب اور اتصال ہے۔ کہ انہیں دو بنانا بالضرور خطا ہے۔ سائنس کا کام یہ ہے۔ کہ وہ انسان کو نامعلوم امور میں غور و خوض کرنے اور رازہائے قدرت کی ٹوہ لگانے کے قابل بنا دے اور مذہب کا یہ کہ کس طرح انسان کو زندگی کے دن کاٹنے چاہئیں۔ یہ مذہب ہی تھا کہ اس نے اس خاک کے پتلے کو یہاں تک اٹھایا۔ کہ اسے اخلاق کے فلک بوس مینار پر پہنچا دیا۔ اور اس قابل بنا دیا۔ کہ وہ آفریدگار کون و مکان کو پہچان سکے۔ اور اسکی لو اگر ہو۔ تو اسی کے ساتھ ہو اور وہ زندگی اگر پائے تو اسی میں ہو کر۔

اخلاق اور طبعی تقاضا

اخلاق اور طبعی تقاضوں کے سمجھنے میں عام طور پر لوگوں نے غلطی کھائی ہے۔ طبعی تقاضے جو کہ محض عقل حیوانی کے سبب ظہور میں آتے ہیں۔ اخلاق سے من کل الوجوہ ایک ایسا منقطع تعلق رکھتے ہیں۔ کہ ان کو ایک کہنا درست نہیں۔ لیکن لوگوں نے ان طبعی تقاضوں کے بے ارادہ ظہور کو ہی اچھے یا بُرے اخلاق سے تفاول کرنا شروع کر دیا۔ حقد، عناد، خوف انتقام وغیرہم کو بُرے اخلاق سے تعبیر کر لیا گیا۔ اور صبر، تہور اور انکسار وغیرہ کو اچھے اخلاق قرار دے لیا گیا۔ لیکن ان کو اخلاق نہیں کہہ سکتے۔ یہ تو صرف طبعی تقاضے ہیں۔ اور طبعی تقاضوں کا اظہار عام اس سے کہ وہ اچھے ہوں یا بُرے ہرگز اخلاق کا نام نہیں پا سکتا۔ اگر زیادہ سے زیادہ ان کے متعلق کچھ کہہ سکتے ہیں۔ تو یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ ان کا درست یا غلط استعمال ہے۔ کہ کبھی بُرا اور کبھی بھلا بناتا ہے کیونکہ افعال انسانی جب تک عقل اور ضمیر کی رہنمائی نہیں پاتے۔ خواہ کتنے ہی اخلاق سے مشابہت پیدا کر جائیں۔ اخلاق کے ضمن میں نہیں لائے جا سکتے۔ وجہ یہ کہ ان کا ظہور بر بنائے تقاضائے طبعی و عقل حیوانی ہے۔ نہ کہ از نتائج عقل و ضمیر۔

اخلاق کی تقسیم

اخلاق کی تمام صنوف کی اگر تقسیم کی جائے، تو وہ دو انواع سے زیادہ متنوع نہیں ہو سکتی (ا) وہ اخلاق جو دوسروں کی ایذا رسانی سے روکتے ہیں (ب) وہ اخلاق جو دوسروں کی فائدہ رسانی کے لئے ولولہ پیدا کرتے ہیں۔

اخلاق کی ان مختلف حالتوں کو جن کو کہ اسلام نے بیان کیا ہے۔ اگر مدنظر رکھا جائے۔ تو یہ بات اخذ ہو سکتی ہے کہ قوانین اخلاق کو ایک مجمل اور مختصر طور پر اس آیہ شریفہ میں بیان کر دیا گیا ہے:۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝

یقیناً اللہ حکم کرتا ہے۔ انصاف اور احسان کا اور دینا قرابت والوں کا۔ اور منع کرتا ہے بے حیائی سے اور بُری باتوں سے اور سرکشی سے۔ وہ نصیحت کرتا ہے تم کو تاکہ تم نصیحت پکڑو۔

اس آیہ شریفہ میں تین فرمان واجب الاذعان صادر فرمائے گئے ہیں۔ اور تین ہی نواہی پیش کئے گئے ہیں۔ کہ ان سے احتراز کیا جائے۔

اخلاق کے درجے

اخلاق کا پہلا درجہ عدل ہے یعنی اسی حد تک کسی سے بھلائی کرنا جس حد تک کہ اس کے ساتھ بھلائی کی گئی۔ دوسرا درجہ احسان ہے۔ یعنی اس اندازہ سے بڑھکر کسی کے ساتھ نیکی کرنا کہ جس اندازہ تک اس کے ساتھ کی گئی۔ یا بغیر کسی قسم کی نیکی کئے جانے کے از خود دوسروں کے ساتھ نیکی کرنا۔ تیسرا درجہ اخلاق کا جو کہ سب سے اعلیٰ اور بلند تر ہے۔ یہ ہے۔ کہ دوسروں کے ساتھ "بطور ادلے کا بدلہ" نیکی نہ کی جائے۔ اور نہ ہی وہ اس طرح کی نیکی ہو۔ جو کسی دوسرے کی نیکی سے بڑھکر ہو۔ بلکہ وہ خالصتہً لوجہ اللہ ہو۔ اور بالکل کسی طمع یا انعام یا احسان مندی کے لئے نہ ہو بلکہ اس اسلوب پر ہو۔ جو ماں کا اپنے بچے کے ساتھ نیکی کرنے کا ہوتا ہے۔

اور ایک مسلمان جب اخلاق کے اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے تو تمام نوع انسان جیسا کہ وہ ہیں اس کے لئے اپنے ہی عزیز و اقارب ہو جاتے ہیں۔ اور ع

بنی آدم اعضائے یکدیگر اند

کا خوشگوار نظارہ پیدا ہو جاتا ہے۔

بدی کے درجات

اخلاق کے ان سہ گانہ درجات کے بالمقابل بدی کے بھی تین درجات ہیں۔ جن میں سے سب سے پہلے وہ درجہ ہے۔ جو بُرے خیال یا وسوسہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور جو انسان کو بُرے کاموں کی ترغیب دیتا ہے۔ دوسرا درجہ بدی کا یہ ہے۔ کہ اس کے بُرے خیال اس کے بُرے افعال سے متبدل ہو جائیں۔ یعنی بُرے خیال کے پیدا ہونے کے بعد وہ ان کے مطابق بُرے افعال کرنا شروع بھی کر دے۔ اور بدی کا تیسرا درجہ یہ ہے۔ کہ ایک شخص کے افعال بد اس کی اپنی ذات سے ہٹ کر دوسروں کو بھی تکلیف دیں۔ اور بلا خوف و خطر قوانین اخلاق کے خلاف اس سے افعال سرزد ہوں۔ نظر بایں حالات اسلام نے موافق و مخالف ہر دو کیفیات پر بحث کر کے ان آئین و قوانین کو مکمل بنا دیا۔ جو قوانین اخلاق کہلاتے ہیں۔ اور حقیقی نیکی بھی یہی ہے کہ بدی سے بچا جائے۔ اور نیکی کے لئے اقدام نمائی کی جائے۔

(ترجمہ از لکچر انگریزی شائع شدہ اخبار ونڈز ورتھ بورو نیوز۔ انگلینڈ)

اخبار نویسی

اخبار نویسی کا شوق ایک عالمگیر طریق سے ربع مسکون میں پھیل رہا ہے۔ مگر اخبار نویسی کا جو بُرا طریق بعض حلقوں میں مروج ہے۔ وہ رائے عامہ میں اس شریف و موقر کام کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ کوئی ملک ہو۔ کوئی سرزمین ہو۔ کوئی حالات ہوں اخبارات کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ اصول صحافت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی اہم ذمہ داریوں کو خوبی کے ساتھ سرانجام دیں۔ اور عامۃ الناس کی صحیح صحیح رہنمائی کریں۔ لیکن جیسا کہ ظاہر ہے۔ کہیں کہیں اس سے پرلے درجے کی غفلت سے کام لیا جاتا ہے۔ لیکن جن لوگوں نے ان امور کو مدنظر رکھا ہے وہ اس میں نہایت خوبی کے ساتھ کامیاب بھی ہو گئے ہیں ان کامیاب اخبار نویس اشخاص میں سے لارڈ نارتھ کلف کو خاص پایہ حاصل ہے۔ ان کی کامیاب اخباری زندگی کو پیش نظر رکھ کر لارڈ بیوربرک نے رائل انسٹی ٹیوشن لورپول میں متبحرانہ طور پر اظہار خیالات کیا ہے۔ گو کہ یورپ اور ایشیا کے تمدن، تہذیب اخلاق اور عادات وغیرہم میں ایک نمایاں فرق ہے۔ مگر

شرافت کا جوہر اصلی اتنا جداگانہ نہیں۔ کہ اسے متمیز کرکے الگ الگ رکھ دیا جائے۔ بلکہ وہ یکساں طور پر ہر ایک میں ہے کیا ہوا اگر کسی نے اسکو ضائع کردیا۔ یا کسی نے اسکو سنبھالے رکھا۔

لارڈ بیوربروک نے جن تجاویز و نصائح کو بیان کیا ہے وہ اگرچہ اپنے ملک کے اخبار نویسوں کی درس آموزی کے واسطے ہیں - مگر چونکہ وہ شرافت سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس لئے ہر جگہ ان پر عملدر آمد کیا جاسکتا ہے۔ پس اگر ہندوستان کے وہ اخبار نویس جو ذرا ذرا سی باتوں پر خشمگیں اور چراغ پا ہوکر آپے سے ہی باہر ہو جاتے ہیں اور نہیں تو انہیں کو ہی کم ازکم پیش نگاہ رکھیں۔ تو شاید وہ ان مشکلات سے بچ جائیں۔ جو ان سے اغماض کرنے سے ان کے لئے پیدا ہو جاتی ہیں۔

الغرض وہ تجاویز حسب ذیل ہیں:۔

"میں نے اخبارات کے حربہ کے فوائد اور ان کے کارگر ہونے کی نسبت اسوقت تک جو کچھ بیان کیا ہے۔ اس کے سلسلہ میں مجھے یہ بھی کہنا ہے۔ کہ یہ حربہ بالکل ٹھیک وقت پر دانشمندی سے استعمال کیا جائے۔ تو کسی پارٹی کا کوئی لیڈر یا ماہر سیاست اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ یہ وہ تیغ تیز ہے۔ جو سیاسیات کے تمام اسلحہ کو کاٹ دیتی ہے:۔

پس نفرت اور حملہ آوری کو اخبار کی پالیسی اور اسکی خصوصیات سے بالکل علیحدہ رہنا چاہیئے۔ انتہائی اشتعال طبع دلائے جانے کی حالت میں بھی کسی اخبار نویس کو ایسی تحریک پر عامل نہ ہونا چاہیئے۔ جو اس کی شان کے شایان نہ ہو۔ کسی فرد بشر کی عزت اور احترام محض اس بناء پر نہ کی جائے کہ وہ پوزیشن کا آدمی ہے۔ اور دنیاوی نقطہ نظر سے باحیثیت کہے جانے کا مستحق ہے۔ اگر کسی شخص سے ذاتی اختلافات پیدا ہو گئے۔ تو محض ان کی بناء پر کینہ کو سینے میں ہرگز جگہ نہ دی جائے۔ اخبار نویس اور اخبار کو دنیا کے سامنے ان اوصاف کے ساتھ نمودار ہونا چاہیئے۔ جو انسانیت کے سب سے بڑے نصب العین ہیں۔ یعنی بیک وقت منصف بھی اور مہربان بھی مگر میں ذاتی طور پر مہربانی پر سب سے زیادہ زور دیتا ہوں"

کوئی نہیں جو مسیح کی طرح آسمان سے اترے

ہمعصر "مدینہ" اپنی ۱۷ مئی ۱۹۲۶ء کی اشاعت میں "فلسطین یافا" کے حوالہ سے لکھتا ہے۔ کہ:۔

"خیبال الشوف میں ایک نبی ظاہر ہوا۔ اس کا نام حسن سلیمان عبد الباقی ہے۔ اور اس کا دعویٰ ہے کہ میں شورش دروزی کو ختم کردینے کی طاقت رکھتا ہوں۔ بشرطیکہ حکومت فرانس ایک موٹر میں مجھے بٹھا کر مع میرے مُرید شیخ سعید حمزہ الاشقر کے جبل دروز میں پہنچادے۔ × × × × × × × اس شخص کا خیال ہے۔ کہ حضرت مسیح مکہ مکرمہ میں ۱۰ ذی الحجہ ۱۹۲۶ء میں ظاہر ہونگے۔ اور مجھ پر ایمان لائینگے"۔

اگرچہ یہ ع دل کے خوش کرنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے، والا قصہ ہی ہے۔ مگر تاہم حکومت فرانس سے حسن سلمان عبد الباقی صاحب کو ایک عمدہ موٹر دئے جانے کی سفارش کرنیسے زیادہ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے خدا تعالیٰ اس کے حال پر رحم فرمائے۔ لیکن اس جگہ ہم خدا کے اس نبی کی آواز کو جو کہ مہدی بھی ہے اور مسیح بھی۔ مدہوشانِ غفلت کے ناحیۂ سماعت میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ شاید کسی سعید روح کو فائدہ پہنچ جائے۔ اور اس مصنت کی انتظار سے جو کہ موت سے بدتر ہوتی ہے۔ نجات پاکر حقیقی راحت و انشراحت پائے۔ وہ خدا کا نبی مسیح کی آسمان سے آمد کے متعلق فرماتا ہے:۔

"یاد رکھو۔ کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں۔ وہ تمام مرینگے۔ اور کوئی ان میں سے عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھیگا۔ پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی۔ وہ بھی مرے گی۔ اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسےٰ ابن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مریگی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالیگا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا۔ اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی۔ مگر مریم کا بیٹا عیسےٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی۔ کہ عیسےٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہوکر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دینگے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولیگا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

[1] ہم اس بات کے سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۹۲۶ء میں جو ہجری ماہ کو سن عیسوی کے ساتھ پیوند لگایا گیا ہے اسکی پیداوار کیا ہوگی جو بطور نتیجہ کے ہو:۔

دہوکہ باز اشتہار دہندے

ہمیں تجربہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض اشتہار دہندوں نے پبلک کی جیبیں خالی کرنے کے علاوہ اخبار نویسوں کو بھی دن دہاڑے لوٹنے کی ٹھان لی ہے۔ چنانچہ وہ ایک چھپے ہوئے فارم پر جس سے معلوم ہو۔ کہ یہ کوئی مشہور و معروف اور قابل اعتبار و لائق وقار فرم ہے۔ یہ لکھ کر بھیجدیتے ہیں۔ ہمارا یہ اشتہار چھاپنا شروع کریں۔ اور اُجرت بذریعہ بل وصول کرلیں۔ اخبار نویس اسپر اعتبار کرکے اشتہار چھاپنا شروع کردیتے ہیں۔ ایک ماہ کے بعد بل بھیجو۔ تو یا تو بالکل خموش ہو جاتے ہیں۔ یا لکھ دیتے ہیں سہ ماہی بل ادا ہوا کرے گا۔ یا یہ کہ اشتہار مطابق نمونہ نہیں چھپا۔ اس لئے اُجرت نہیں دینگے۔ غرض اس قسم کی بہانہ بازی اور حیلہ بازی کرتے ہوئے آخر مفرور ہو جاتے ہیں۔ اور پھر کسی اور نام سے اخباری دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں۔ سُنا ہے کہ ایسے چالاک گروہ کا مرکز لاہور ہے۔ اور کئی ایک اخباروں کے ساتھ وہ ہاتھ کر چکے ہیں۔ لیکن ابھی بعض اخبار اس لئے خاموش ہیں۔ کہ شاید رقم وصول ہو جائے۔ ہم ایسے لوگوں کو انتباہ کے لئے یہ تحریر شائع کررہے ہیں۔ کہ وہ اس قسم کی حق تلفی سے باز آجائیں۔ اور اشتہارات کی اُجرت ادا کردیں۔ ورنہ ان کا معاملہ اب پبلک میں لایا جائے گا۔ اور وہ آیندہ اس خصوص میں دہوکہ نہیں دے سکیں گے۔ جن جن اخباروں کو ایسے لوگوں سے پالا پڑا۔ وہ مہربانی فرماکر اپنے اپنے ماجرا و تجربات سے پبلک کو آگاہ کردیں۔ تاکہ دوسرے ہمعصر ان سے محفوظ رہیں۔ اور عوام الناس بھی ان سے اشیاء منگوا کر نقصان نہ اُٹھائیں:۔

میدان ارتداد میں احمدیت کی فتح

موضع تسئی ریاست الور میں جو آریوں نے ملکانہ راجپوتوں کو قسم قسم کے ناجائز طریقوں سے اشدھ کرلیا تھا اور سمجھ بیٹھے تھے کہ اب میدان ہم نے فتح کرلیا۔ اس کے متعلق قریشی محمد حنیف صاحب احمدی لکھتے ہیں:۔ "آریوں کے لئے تو میدان کیا فتح ہونا تھا اور کیا صاف ہونا تھا۔ میدان صاف تو اسلام کے لئے ہو رہا ہے۔ چنانچہ موضع مذکور کے راجپوتوں نے ۲۵ اپریل ۱۹۲۶ء کو ایک پنچایت کرکے زنار گلے سے اُتار پھینکے۔ اور اسلام کا اعلان کیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک" اب تسئی میں سوائے دو گھروں کے کوئی راجپوت اشدھ نہیں رہ گیا اور یہ دو گھر بھی توبہ کرکے ساتھ ملنا چاہتے ہیں۔ مگر نو مسلم راجپوت ان دو گھروں کو بغیر کافی تنبیہ کے ابھی ساتھ نہیں ملاتے۔ اس نیک سعی اور کوشش میں حوالدار ننھے خان و گوردھان ساکن تسئی کا زیادہ حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان ہردو دوستوں کو جزائے خیر دے:۔

سیرت المہدی اور غیر مبائعین

نمبر (۴)

(حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کے قلم سے)

"تیسرا اصولی اعتراض جو ڈاکٹر صاحب موصوف نے سیرۃ المہدی حصہ اول پر کیا ہے۔ وہ ان کے اپنے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ "روایات کے جمع کرنے میں احادیث رسول اللہ صلعم کی نقل اتاری ہے۔ یہاں تک کہ اردو تحریر میں اردو کے صرف و نحو کو نظر انداز کر کے عربی صرف و نحو کے مطابق طرز بیان اختیار کیا ہے۔ ... مگر جہاں راوی خود مصنف صاحب ہوتے ہیں۔ وہاں عربی چولا اتر جاتا ہے"

یہ اعتراض بھی گذشتہ اعتراض کی طرح ایک ایسا اعتراض ہے۔ جسے مضمون کی علمی تنقید سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور اگر ڈاکٹر صاحب پسند فرماتے۔ تو اپنے علمی مضمون کی شان کو کم کرنے کے بغیر اس اعتراض کو چھوڑ سکتے تھے۔ دراصل منقدین کا یہ قاعدہ ہے۔ کہ اگر وہ اپنی تنقید میں اس قسم کی باتوں کا ذکر لانا بھی چاہیں۔ تو ایک مشورہ کے طور پر ذکر کرتے ہیں۔ جس میں سوائے اصلاح کے خیال کے اور کسی غرض و غایت کا شائبہ نہیں ہوتا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب کے دل کو ایسی وسعت حاصل نہیں ہے۔ کہ وہ کوئی قابل گرفت بات دیکھ کر پھر بغیر اعتراض جمائے صبر کر سکیں اور زیادہ قابل افسوس یہ ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب اعتراض بھی ایسے لب و لہجہ میں کرتے ہیں۔ جس میں بجائے ہمدردی اور اصلاح کے تحقیر و تمسخر کا رنگ نظر آتا ہے۔ بہرحال ڈاکٹر صاحب نے یہ اعتراض اپنے اصولی اعتراضات میں شامل کر کے پبلک کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور مجھے اب سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں۔ کہ اس کے جواب میں حقیقت حال عرض کردوں۔

بات یہ ہے۔ کہ جیسا کہ سیرۃ المہدی کے آغاز میں مذکور ہے۔ میں نے سیرۃ المہدی کی ابتدائی چند سطور تبرک و یمن کے خیال سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیت الدعا میں جا کر دعا کرنے کے بعد وہیں بیٹھے ہوئے تحریر کی تھیں۔ اور میں خدا تعالےٰ کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں۔ کہ بغیر کسی تصنع یا نقل کے خیال کے یہ چند ابتدائی سطور مجھ سے اسی طرح لکھی گئیں۔ جس طرح کہ عربی کی عبارت کا دستور ہے بلکہ چونکہ اس وقت میرے جذبات قلبی ایک خاص حالت میں تھے۔ میں نے یہ محسوس بھی نہیں کیا۔ کہ میں عام محاورہ اردو کے خلاف لکھ رہا ہوں۔ پھر جب بعد میں بیت الدعا سے باہر آ کر میں نے ان سطور کو پڑھا۔ تو میں نے محسوس کیا کہ میرے بعض فقرے عربی کے محاورہ کے مطابق لکھے گئے ہیں۔ اور پھر اس کے بعد میرے بعض دوستوں نے جب سیرۃ کا مسودہ دیکھا۔ تو انہوں نے بھی مجھے اس امر کی طرف توجہ دلائی۔ لیکن خواہ ڈاکٹر صاحب موصوف اسے میری کمزوری سمجھیں یا وہم پرستی قرار دیں۔ یا حسن ظنی سے کام لینا چاہیں تو تقاضائے محبت و احترام پر محمول خیال فرمالیں۔ مگر بہرحال حقیقت یہ ہے۔ کہ میں نے ان سطور کو جو میں نے دعا کے بعد بیت الدعا میں بیٹھ کر لکھی تھیں۔ بدلنا نہیں چاہا۔ چنانچہ وہ اسی طرح شائع ہو گئیں۔ اس سے زیادہ میں اس اعتراض کے جواب میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ تم نے حدیث کی نقل میں ایسا کیا ہے۔ اور گو میرے نزدیک اچھی اور اعلیٰ چیزیں اس قابل ہوتی ہیں۔ کہ ان کی اتباع اختیار کی جائے۔ اور اگر نیت بخیر ہو۔ تو ایسی اتباع اور نقل خواہ وہ ظاہری ہو یا معنوی اہل ذوق کے نزدیک موجب برکت سمجھی جانی چاہیئے۔ نہ کہ جائے اعتراض۔ لیکن حقیقت امر یہ ہے۔ کہ میں نے نقل کے خیال سے ایسا نہیں کیا۔ واللّٰہ علےٰ ما اقول شہید۔

ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

"جہاں راوی خود مصنف صاحب ہوتے ہیں۔ وہاں عربی چولا اتر جاتا ہے۔ وہاں روایت یوں شروع ہوتی ہے۔ کہ "خاکسار عرض کرتا ہے" ہونا تو یوں چاہیئے تھا۔ کہ "عرض کرتا ہے خاکسار""

اس استہزاء کے جواب میں سلام عرض کرتا ہوں۔ ایک طرف مضمون کے تقدس کو دیکھیئے۔ اور دوسری طرف اس تمسخر کو! مکرم ڈاکٹر صاحب حیرت کا مقام یہ ہے نہ کہ وہ جس پر آپ محو حیرت ہونے لگتے ہیں۔ افسوس!

چوتھا اصولی اعتراض جو جناب ڈاکٹر صاحب نے اپنے مضمون کے شروع میں بیان کیا ہے۔ یہ ہے۔ کہ سیرۃ المہدی حصہ اوّل میں راویوں کے "صادق و کاذب" عادل و ثقہ ہونے کے متعلق کوئی احتیاط نہیں برتی گئی اور نہ راویوں کے حالات لکھے ہیں۔ کہ ان کی اہلیت کا پتہ چل سکے۔ اور دوسرے یہ کہ بعض روایتوں میں کوئی راوی چھٹا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ گویا کتاب کے اندر مرسل روائتیں درج ہیں۔ جو پایہ اعتبار سے گری ہوئی ہیں۔ اور پھر اس کے بعد یہ مذاق اڑایا ہے۔ کہ احادیث کی ظاہری نقل تو کی گئی ہے۔ لیکن محدثین کی "تنقید اور باریک بینوں" کا نام و نشان نہیں۔ اور روایات کے جمع کرنے میں "بھونڈا پن اختیار کیا گیا ہے۔" الغرض ڈاکٹر صاحب کے نزدیک سیرۃ المہدی "ایک گڑبڑ مجموعہ ہے۔" اور مصنف یعنی خاکسار نے "مفت میں اپنا مذاق اڑوایا ہے۔" چونکہ ڈاکٹر صاحب نے اسجگہ مثالیں نہیں دیں۔ اس لئے میں حیران ہوں۔ کہ کیا جواب دوں۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ راویوں کے صادق و کاذب ہونے کا کوئی پتہ نہیں۔ میں عرض کرتا ہوں۔ کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو کھول کر ملاحظہ فرمایئے۔ ان میں بھی راویوں کے صادق و کاذب ہونے کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ کم از کم مجھے بخاری اور مسلم کے اندر بلکہ کسی تاریخ و سیرۃ کی کتاب کے اندر یہ بات نظر نہیں آتی۔ کہ راویوں کے صادق و کاذب ثقہ و عدم ثقہ ہونے کے متعلق بیان درج ہو۔ بلکہ اس قسم کی بحثوں کے لئے الگ کتابیں ہوتی ہیں۔ جو اسماء الرجال کی کتابیں کہلاتی ہیں۔ اور جن میں مختلف راویوں کے حالات درج ہوتے ہیں۔ جن سے ان کے صادق و کاذب عادل و غیر عادل حافظ و غیر حافظ ہونے کا پتہ چلتا ہے اور انہی کتب کی بناء پر لوگ روایت کے لحاظ سے احادیث کے صحیح یا غیر صحیح مضبوط یا مشتبہ ہونے کے متعلق بحثیں کرتے ہیں۔ مگر میرے خلاف ڈاکٹر صاحب کو نہ معلوم کیا ناراضگی ہے۔ کہ وہ اس بات میں بھی مجھے مجرم قرار دے رہے ہیں۔ کہ میں نے کیوں سیرۃ المہدی کے اندر ہی اس کے راویوں کے حالات درج نہیں کئے۔ حق یہ تھا۔ کہ اگر ان کو سیرۃ المہدی کا کوئی راوی مشتبہ یا قابل اعتراض نظر آتا تھا۔ تو وہ اس کا نام لے کر بیان فرماتے۔ اور پھر میرا فرض تھا۔ کہ یا تو میں اس راوی کا ثقہ و عادل ہونا ثابت کرتا اور یا اس بات کا اعتراف کرتا کہ ڈاکٹر صاحب کا اعتراض درست ہے۔ اور وہ راوی واقعی اس بات کا اہل نہیں کہ اس کی روایت قبول کی جاوے۔ مگر یونہی ایک مجمل اعتراض کا میں کیا جواب دے سکتا ہوں۔ سوائے اس کے کہ میں یہ کہوں۔ کہ میں نے جن راویوں کو ان کی روایت کا اہل پایا ہے۔ صرف انہی کی روایت کو لیا ہے۔ روایت کے لحاظ سے عموماً یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ آیا (۱) راوی جھوٹ بولنے سے متہم تو نہیں (۲) اس کے حافظہ میں تو کوئی قابل اعتراض نقص نہیں (۳) وہ سمجھ کا ایسا ناقص تو نہیں۔ کہ بات کا مطلب ہی نہ سمجھ سکے۔ گو یہ ضروری نہیں کہ وہ زیادہ فقیہہ ہو۔ (۴) وہ مبالغہ کرنے یا خلاصہ نکال کر روایت کرنے یا بات کے مفہوم کو لے کر اپنے الفاظ میں آزادی کے ساتھ بیان کر دینے کا عادی تو نہیں (۵) اس

خاص روایت میں جس کا وہ راوی ہے۔ اسے کوئی خاص غرض تو نہیں۔ (۶) وہ ایسا مجہول الحال تو نہیں۔ کہ ہمیں اس کے صادق و کاذب حافظ و غیر حافظ ہونے کا کوئی پتہ ہی نہ ہو۔ وغیرہ ذالک۔ اور جہاں تک میرا علم اور طاقت ہے۔ میں نے ان تمام باتوں کو اپنے راویوں کی چھان بین میں علیٰ قدر مراتب ملحوظ رکھا ہے۔ واللہ اعلم اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ میرے سامنے کوئی مثال نہیں ہے +

دوسرا حصہ اس اعتراض کا یہ ہے۔ کہ سیرۃ المہدی میں بعض ایسی روایات آگئی ہیں۔ جن میں کوئی راوی چھوٹا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض اوقات راوی ایسی باتیں بیان کرتا ہے۔ جن کا علم اس کے لئے براہ راست ممکن نہیں تھا۔ پس ضرور اس نے کسی اور سے سن کر یا کسی جگہ سے پڑھ کر یہ روایت بیان کی ہوگی۔ اور چونکہ اس درمیانی راوی کا علم نہیں دیا گیا۔ اس لئے روایت قابل وثوق نہیں سمجھی جاسکتی۔ میں اس اعتراض کی معقولیت کو اصولاً تسلیم کرتا ہوں اس قسم کی روایات اگر کوئی ہیں۔ تو وہ واقعی روایت کے اعلیٰ پایہ سے گری ہوئی ہیں۔ لیکن ساتھ ہی میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اس کمزوری کی وجہ سے ایسی روایات کو کلیتہً متروک بھی نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ بسا اوقات اس قسم کی روایات سے نہایت مفید اور صحیح معلومات میسر آجاتے ہیں دراصل اصول روایت کے لحاظ سے کسی روایت کے کمزور ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ وہ روایت فی الواقع غلط بھی ہے۔ بلکہ بالکل ممکن ہے۔ کہ ایسی روایت بالکل صحیح اور قابل اعتماد ہو۔ مثلاً فرض کرو۔ کہ میں نے ایک بات سنی اور کسی معتبر آدمی سے سنی۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد مجھے وہ بات تو یاد رہی۔ لیکن راوی کا نام ذہن سے بالکل نکل گیا۔ اب جو میں وہ روایت بیان کروں گا۔ تو بغیر اس راوی کا نام بتانے کے کروں گا۔ اور اصول روایت کی رُو سے میری یہ روایت کمزور سمجھی جائے گی۔ لیکن دراصل اگر میرے حافظہ اور فہم نے غلطی نہیں کی۔ تو وہ بالکل صحیح اور درست ہوگی۔ بلکہ بعید نہیں۔ کہ اپنی صحت میں وہ کئی ان دوسری روایتوں سے بھی بڑھ کر ہو۔ جو اصول روایت کے لحاظ سے صحیح قرار دی جاتی ہیں۔ مگر بایں ہمہ اصول روایت کے ترازو میں وہ ہلکی ہی اترے گی۔ اس طرح عملاً بہت سی باتوں میں فرق پڑ جاتا ہے۔ پس باوجود ڈاکٹر صاحب کے ساتھ اصولاً متفق ہونے کے کہ ایسی روایت اگر کوئی ہو۔ تو کمزور سمجھی جانی چاہیئے۔ میں نہایت یقین کے ساتھ اس بات پر قائم ہوں۔ کہ اس وجہ سے ہم ایسی روایات کو بالکل ترک بھی نہیں کرسکتے۔ کیونکہ اس طرح کئی مفید معلومات ہاتھ سے دینے پڑتے ہیں۔ عمدہ طریق یہی ہے۔ کہ اصول درایت سے تسلی کرنے کے بعد ایسی روایات کو درج کردیا جائے۔ اور چونکہ ان کا مرسل ہونا بدیہی ہوگا۔ اس لئے ان کی کمزوری بھی لوگوں کے سامنے رہیگی۔ اور مناسب جرح و تعدیل کے ماتحت اہل علم ان روایات سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ احادیث کو ہی دیکھ لیجئے۔ ان میں ہزاروں ایسی روایات درج ہیں۔ جو اصول روایت کے لحاظ سے قابل اعتراض ہیں۔ لیکن ان سے بہت سے علمی فوائد بھی حاصل ہوتے رہتے ہیں۔ اور چونکہ ان کی روایتی کمزوری اہل علم سے مخفی نہیں ہوتی۔ اس لئے ان کی وجہ سے کوئی فتنہ بھی پیدا نہیں ہوسکتا۔ اور اگر کبھی پیدا ہوتا بھی ہے۔ تو اس کا سدِ باب کیا جاسکتا ہے۔ بہرحال مناسب حدود کے اندر اندر مرسل روایات کا درج کیا جانا بشرطیکہ وہ اصول درایت کے لحاظ سے ردّ کئے جانے کے قابل نہ ہوں۔ اور ان سے کوئی نئے اور مفید معلومات حاصل ہوتے ہوں۔ بحیثیت مجموعی ایسا نقصان دہ نہیں جیسا کہ مفید ہے۔ یعنی نفعھا اکبر من اثمھا والا معاملہ ہے۔ واللہ اعلم۔ یہ تو اصولی جواب ہے۔ اور حقیقی جواب یہ ہے۔ کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ میں نے ایسی روایتوں کے لینے میں بڑی احتیاط سے کام لیا ہے۔ اور جہاں کہیں بھی مجھے یہ شبہ گذرا ہے کہ راوی اپنی روایت کے متعلق بلاواسطہ اطلاع نہیں رکھتا وہاں یا تو میں نے اس کی روایت لی ہی نہیں۔ اور یا روایت کے اختتام پر روایت کی اس کمزوری کا ذکر کردیا ہے اس وقت مجھے ایک مثال یاد ہے۔ وہ درج کرتا ہوں مگر میں سمجھتا ہوں۔ کہ تلاش سے اور مثالیں بھی مل سکینگی۔ سیرۃ المہدی کے صفحہ ۱۲۸ پر میں نے مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کی ایک روایت منشی احمد جان صاحب مرحوم مغفور لدھیانوی کے متعلق درج کی ہے۔ اور اس کے آخر میں میری طرف سے یہ نوٹ درج ہے:" خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی سید سرور شاہ صاحب منشی صاحب مرحوم سے خود نہیں ملے۔ لہذا انہوں نے کسی اور سے یہ واقعہ سنا ہوگا"۔ میرے ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ میں نے اس بات کو مد نظر رکھا ہے۔ کہ اگر راوی اپنی روایت کے متعلق بلاواسطہ علم نہیں رکھتا۔ تو اسے ظاہر کردیا جائے۔ تاکہ جہاں ایک طرف روایت سے مناسب احتیاط کے ساتھ فائدہ اٹھایا جاسکے۔ وہاں دوسری طرف اس کی کمزوری بھی سامنے رہے۔ ڈاکٹر صاحب نے چونکہ اس جگہ کوئی مثال نہیں دی اس لئے میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کون سی روایت ان کے مد نظر ہے۔ لیکن اگر کوئی روایت پیش کی جائے۔ جس میں اس قسم کی کمزوری ہے۔ اور میں نے اسے ظاہر نہیں کیا۔ تو گو محدثین کے اصول کے لحاظ سے میں پھر بھی زیر الزام نہیں ہوں۔ کیونکہ محدثین اپنی کتابوں میں اس قسم کی کمزوریوں کو عموماً خود بیان نہیں کیا کرتے بلکہ یہ کام تحقیق و تنقید کرنے والوں پر چھوڑ دیتے ہیں لیکن پھر بھی میں اپنی غلطی کو تسلیم کروں گا۔ اور آئندہ مزید احتیاط سے کام لوں گا۔ ہاں ایک غیر واضح سی مثال روایت نمبر ۳۷ کی ڈاکٹر صاحب نے بیان فرمائی ہے۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی روایت سے کسی ہندو کا واقعہ درج ہے۔ جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مخالفانہ توجہ ڈالنی چاہی تھی۔ لیکن خود مرعوب ہوکر بد حواس ہوگیا۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اس روایت میں یہ درج نہیں ہے۔ کہ حضرت خلیفہ ثانی نے یہ واقعہ خود دیکھا تھا یا کسی کی زبانی سنا تھا۔ اور اگر کسی کی زبانی سنا تھا۔ تو وہ کون تھا۔ اس کے جواب میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جب ایک واقعہ کوئی شخص بیان کرتا ہے۔ اور روایت کے اندر کوئی ذکر اس بات کا موجود نہیں ہوتا۔ کہ اس واقعہ کے وقت وہ خود بھی موجود نہیں تھا۔ اور نہ وہ واقعہ ایسے زمانہ یا جگہ سے تعلق رکھنا بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جس میں اس راوی کا موجود ہونا محال یا ممتنع ہو (مثلاً وہ ایسے زمانہ کا واقعہ ہو۔ کہ جس میں وہ راوی ابھی پیدا ہی نہ ہوا ہو۔ یا وہ ایسی جگہ سے تعلق رکھتا ہو۔ کہ جہاں وہ راوی گیا ہی نہ ہو) تو لامحالہ یہی سمجھا جائے گا۔ کہ راوی خود اپنا چشم دید واقعہ بیان کررہا ہے اور اس لئے یہ ضرورت نہیں ہوگی۔ کہ راوی سے اس بات کی تصریح کرائی جاوے۔ کہ آیا وہ واقعہ اس کا چشم دید ہے یا کہ اس نے کسی اور سے سنا ہے۔ بہرحال میں نے ایسے موقعوں پر یہی سمجھا ہے۔ کہ راوی خود اپنی دیکھی ہوئی بات بیان کررہا ہے۔ اسی لئے میں نے اس سے سوال کرکے مزید تصریح کی ضرورت نہیں سمجھی۔ ہاں البتہ جہاں مجھے اس بات کا شک پیدا ہوا ہے۔ کہ راوی کی روایت کسی بلاواسطہ علم پر مبنی نہیں ہے۔ وہاں میں نے خود سوال کرکے تصریح کرائی ہے۔ چنانچہ جو مثال مولوی سید سرور شاہ صاحب کی روایت کی میں نے اوپر بیان کی ہے۔ اس میں یہی صورت پیش آئی تھی۔ مولوی صاحب موصوف نے منشی احمد جان صاحب کے متعلق ایک بات بیان کی۔ کہ ان کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ یوں یوں گفتگو ہوئی تھی۔ اب حضرت مسیح موعود کی تحریرات کی بنا پر میں یہ جانتا تھا۔ کہ منشی صاحب مرحوم

حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ سے پہلے ہی انتقال کر گئے تھے اور یہ بھی مجھے معلوم ہے۔ کہ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کی ملاقات حضرت کے ساتھ بعد دعویٰ مسیحیت ہوئی ہے۔ پس لامحالہ مجھے یہ شک پیدا ہوا۔ کہ مولوی صاحب کو اسبات کا علم کیسے ہوا۔ چنانچہ میں نے مولوی صاحب سے سوال کیا اور انہوں نے مجھ سے بیان فرمایا۔ کہ میں نے خود منشی صاحب مرحوم کو نہیں دیکھا۔ چنانچہ میں نے یہ بات روایت کے اختتام پر نوٹ کر دی۔ الغرض میں نے اپنی طرف سے تو حتی الوسع بڑی احتیاط سے کام لیا ہے۔ لیکن اگر میں نے کسی جگہ غلطی کھائی ہے۔ یا کوئی کمزوری دکھائی ہے۔ تو میں جانتا ہوں۔ کہ میں ایک کمزور انسان ہوں۔ اور غلطی کا اعتراف کر لینا میرے مذہب میں ہرگز موجب ذلت نہیں۔ بلکہ موجب عزت ہے۔ پس اگر اب بھی ڈاکٹر صاحب یا کسی اور صاحب کی طرف سے کوئی ایسی بات ثابت کی جائے۔ جس میں میں نے کوئی غلط یا قابل اعتراض یا غیر محتاط طریق اختیار کیا ہے۔ تو میں نہ صرف اپنی غلطی کو تسلیم کر کے اپنی اصلاح کی کوشش کروں گا۔ بلکہ ایسے صاحب کا ممنون احسان ہوں گا۔ افسوس صرف یہ ہے کہ محض اعتراض کرنے کے خیال سے اعتراض کر دیا جاتا ہے۔ اور دوسرے کی کوشش کو بلاوجہ حقیر اور بے فائدہ ثابت کرنے کا طریق اختیار کیا جاتا ہے۔ ورنہ ہمدردی کے ساتھ علمی تبادلہ خیالات ہو۔ تو معترض بھی فائدہ اٹھائے۔ مصنف کی بھی تنویر ہو۔ اور لوگوں کے معلومات میں بھی مفید اضافہ کی راہ نکلے۔ اب میری کتاب ان مسائل کے متعلق تو ہے نہیں۔ جو مبایعین اور غیر مبایعین کے درمیان اختلاف کا موجب ہیں۔ بلکہ ایک ایسے مضمون کے متعلق ہے۔ جو تمام احمدی کہلانے والوں کے مشترکہ مفاد سے تعلق رکھتا ہے۔ اور پھر اس مضمون کی اہمیت اور ضرورت سے بھی کسی احمدی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اندریں حالات اس قسم کی تصنیفات کے متعلق صرف اس خیال سے کہ ان کا مصنف مخالف جماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ خواہ مخواہ مخالفانہ اور غیر ہمدردانہ اور دل آزار طریق اختیار کرنا دلوں کی کدورت کو زیادہ کرنے کے سوا اور کیا نتیجہ پیدا کر سکتا ہے۔

پھر ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ سیرۃ المہدی میں محدثین کی ظاہری نقل تو کی گئی ہے۔ لیکن ان کی "تنقید اور باریک بینیوں" کا نشان تک نہیں ہے۔ محدثین کا مقدس گروہ میرے لئے ہر طرح جائے عزت و احترام ہے اور گو جائز طور پر دوسروں سے آگے بڑھنے کی خواہش ہر صحیح الدماغ شخص کے دل و سینہ میں موجود ہوتی ہے یا کم از کم ہونی چاہیئے۔ لیکن میرے دل کا یہ حال ہے۔ واللہ علیٰ ما اقول شہید۔ کہ ائمہ حدیث کا خوشہ چین ہونے کو بھی میں اپنے لئے بڑی عزتوں میں سے ایک عزت خیال کرتا ہوں۔ اور ان کے مد مقابل کھڑا ہونا یا ان کے سامنے اپنی کسی ناچیز کوشش کا نام لینا بھی ان کی ارفع اور اعلیٰ شان کے منافی سمجھتا ہوں۔ میں یہ عرض کر چکا ہوں۔ کہ کتاب کے شروع میں جو چند فقرات عربی طریق کے مطابق لکھے گئے ہیں۔ وہ نقل کی نیت سے ہرگز نہیں لکھے گئے۔ لیکن اگر نقل کی نیت ہو بھی۔ تو میرے نزدیک اس میں ہرگز کوئی حرج نہیں ہے۔ مکرم ڈاکٹر صاحب اگر ہم اپنے بزرگوں کے نقش پا پر نہ چلیں گے۔ تو اور کس کے چلیں گے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تو یہاں تک خواہش رہتی تھی کہ ممکن ہو احمدیوں کی زبان ہی عربی ہو جائے۔ پس اگر میری قلم سے چند فقرے عربی صرف و نحو کے مطابق لکھے گئے اور میں خدا کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں۔ کہ وہ میں نے نقل اور تصنع کے طور پر نہیں لکھے۔ تو آپ اس کے متعلق اس طرح دل آزار طریق پر اعتراض کرتے ہوئے بھلے نہیں لگتے باقی رہی محدثین کی تنقید اور باریک بینی۔ سو وہ تو مسلم ہے اور میری خدا سے دعا ہے کہ وہ مجھے ان کا سا دل و دماغ اور علم و عمل عطا فرمائے۔ پس آپ اور کیا چاہتے ہیں۔ میں نے جہاں تک مجھ سے ہو سکا۔ چھان بین اور تحقیق و تدقیق سے کام لیا ہے۔ اور جہاں آپ نے آگے چلکر میری غلطیوں کی مثالیں پیش فرمائی ہیں۔ وہاں انشاء اللہ میں یہ ثابت کر سکوں گا۔ کہ میں نے روایات کے درج کرنے میں اندھا دھند طریق سے کام نہیں لیا۔ آپ کا یہ تحریر فرمانا کہ سیرۃ المہدی "ایک گڑبڑ مجموعہ ہے"۔ نیز یہ کہ میں نے "مفت میں اپنا مذاق اڑوایا ہے"۔ آپ کو مبارک ہو۔ اس قسم کی باتوں کا میں کیا جواب دوں۔ اگر سیرۃ المہدی ایک گڑبڑ مجموعہ ہے۔ تو بہر حال ہے تو وہ ہمارے آقا علیہ السلام کے حالات میں ہی۔ اور نہ ہونے سے تو اچھا ہے۔ میں نے تو خود لکھ دیا تھا۔ کہ میں نے روایات کو بلا کسی ترتیب کے درج کیا ہے۔ پھر نہ معلوم آپ نے اسے ایک گڑبڑ مجموعہ قرار دینے میں کونسی نئی علمی تحقیق کا اظہار فرمایا ہے۔ آج اگر وہ بے ترتیب ہے۔ تو کل کوئی ہمت والا شخص اسے ترتیب بھی دے لیگا۔ بہر حال اس کام کی تکمیل کی طرف ایک قدم تو اٹھایا گیا۔ اور اگر آپ ذوق شناس دل رکھتے۔ تو آپ کو اس گڑبڑ مجموعہ میں بھی بہت سی اچھی باتیں نظر آجاتیں۔ اور مذاق اڑوانے کی بھی آپ نے خوب کہی۔ مکرم ڈاکٹر صاحب آپ خود ہی مذاق اڑانے والے ہیں۔ سنجیدہ ہو جائیے۔ بس نہ میرا مذاق اڑے گا۔ اور نہ آپ کی متانت اور سنجیدگی پر کسی کو حرف گیری کا موقعہ ملے گا۔ آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں۔ یہ تو سب اپنے اختیار کی بات ہے ❊

بائبل اور ہم

"نور افشاں" (عیسائی اخبار) پوچھتا ہے:-

"احمدی اصحاب جو بائبل مقدس سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آنجہانی کے مسیح موعود ہونے کی دلالت کرتے ہیں وہ سب سے پہلے یہ بات ظاہر کریں۔ کہ بائبل مقدس کی بابت وہ کیا اعتقاد رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک بائبل قابل اعتبار اور قابل سند کتاب ہے یا نہیں؟ اگر بائبل ان کے نزدیک مستند کتاب نہ ہو۔ تو انہیں یہ حق کس نے دیا ہے۔ کہ وہ بائبل کے حوالوں سے مرزا صاحب کے دعاوی کو ثابت کرنے کی بیہودہ کوشش فرمائیں۔" (۷ مئی ۱۹۲۶ء)

ہمعصر موصوف کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بائبل مقدس سے مراد اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تورات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی انجیل ہے۔ تو وہ ہمیں مسلم اور ہمارے نزدیک مستند ہیں بشرطیکہ مقام مبحوث عنہ میں کسی قسم کی تحریف نہ ہوئی ہو۔ لیکن اگر لوقا و مرقس وغیرہ کے افسانوں کا نام "بائبل مقدس" ہے تو وہ ہمارے مسلمات سے نہیں ہیں۔ باقی رہا صداقت مسیح موعود کے لئے بائبل سے استدلال کرنا۔ یہ بہر صورت ہمارا حق ہے۔ استدلال کرنے کے لئے نقل کا مسلم خصم ہونا ضروری ہے۔ گو اس جگہ تو ہم خود بھی اس نقل کے قائل ہیں۔ ایڈیٹر صاحب کو اپنے منطقی اور مناظر بادریوں [illegible] پوچھنا چاہیئے تھا۔ کہ "مسلمات خصم" کو قیاس خطابی میں کس نے شمار کیا ہے۔ یا کم از کم اس طرح ہی سمجھ لیتے۔ کہ عیسائیت کی تائید میں قرآن پاک سے غلط استدلال کرنے کا نصاریٰ کو جس نے حق دیا ہے۔ اسی نے ہمیں آیات بائبل سے صداقت مسیح موعودؑ پر محکم استدلال کرنے کا حق دیا ہے۔ فافہم

اللہ دتا جالندھری۔ قادیان ❊

ضرورت

ایک شہری جماعت کے لئے ایک ایسے نیک مخلص احمدی کی ضرورت ہے۔ جو سلسلہ کی تعلیم سے واقف، احمدی جماعت کی تعلیم و تربیت کا خیال اور امامت کرانا اس کا کام ہوگا۔ اتفاقی وعظ اور نصیحت کرنا بھی جانتا ہو۔ مرزا شریف احمد۔ ناظر تعلیم و تربیت ❊

بیش قیمت نصائح

جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن لاہور کے جلسہ منعقدہ قادیان میں بزبان انگریزی فرمائیں۔

ہمارے نوجوانوں کی طرف سے یہ خواہش ظاہر کی گئی ہے۔ کہ میں آج ان کے جلسہ میں انگریزی زبان میں کچھ بیان کروں۔ سو اگرچہ مجھے انگریزی بولنے کی مشق نہیں۔ تاہم میں ان کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے کچھ بیان کرتا ہوں:۔

انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن لاہور کے سکرٹری نے اپنی تقریر میں یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ ہم نے تبلیغی کاروبار میں آسانی پیدا کرنے کے لئے لاہور میں ایک لائبریری اور ریڈنگ روم جاری کیا ہے۔ جن میں مختلف اخبارات آتے ہیں۔ اور مختلف کتابیں بہم پہنچائی گئی ہیں اور پہنچائی جا رہی ہیں۔ جو جہاں دوسروں کو فائدہ پہنچا رہی ہیں۔ وہاں ہی ان دوستوں کو بھی مدد دیتی ہیں۔ جو مضامین لکھ کر اخبارات کو بھیجا کرتے ہیں اسی ضمن میں سکرٹری انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن نے یہ بھی بیان کیا۔ کہ اس لائبریری کے لئے میں نے (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ) بھی بعض کتابیں دی ہیں۔ اور بعض اور کتابیں دینے کا وعدہ کیا ہے۔ سو میں امید رکھتا ہوں۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں اس وعدے کے مطابق اور کتابیں بھی دوں گا۔ جو ان اغراض کے لئے مفید ہونگی۔ اور جن سے آرٹیکل لکھنے میں کافی مدد ملیگی۔

زبان اظہار خیالات کا ذریعہ ہے

میں اسوقت کوئی خاص لیکچر نہیں دینا چاہتا۔ بلکہ چند باتیں بطور نصیحت کہنا چاہتا ہوں۔ ایسوسی ایشن کے ممبر خوب جانتے ہیں۔ کہ دنیا میں مذہب سے بڑھکر کوئی چیز نہیں۔ لیکن مذہب ہو یا کوئی اور شے انسان بغیر زبان کے اس کے متعلق کچھ بھی بیان نہیں کر سکتا۔ زبان خیالات کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ اگر کسی شے کے متعلق کسی زبان میں اظہار خیالات کرنا ہو۔ تو جب تک اس زبان کے بولنے میں کافی مہارت نہ ہو۔ اظہار خیالات نہیں کیا جا سکتا۔ اور چونکہ مجھے انگریزی زبان بولنے کی مہارت نہیں۔ اس لئے میرے لئے کسی حد تک مشکل ہے کہ میں اسمیں روانی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ لیکن باوجود ان مشکلات کے میں چند باتیں کہنی چاہتا ہوں۔

پہلی نصیحت

ایسوسی ایشن کے سکرٹری نے جو کارگذاری کی رپورٹ بیان کی ہے۔ اور اپنے کام کرنے کے ڈھنگ کو بھی واضح کیا ہے۔ وہ میں نے سنا ہے۔ اور میں ان کے اس بیان سے پہلے بھی کسی قدر ان حالات سے آگاہ تھا۔ لیکن میں اسوقت اسپر کوئی ریمارکس نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ اسکی بجائے میں چند نصیحتیں کرنی چاہتا ہوں جن کو اگر مدنظر رکھا جائیگا تو عام حالات کے ماتحت وہ ان کے لئے مفید پڑینگی۔ پس میں پہلی نصیحت یہ کرتا ہوں۔ کہ سب سے پہلے تم اپنے خیالات کو صاف اور پاکیزہ بناؤ۔ کیونکہ تبلیغ کے لئے یہ از بس ضروری ہے کہ پہلے اپنے خیالات کی نفاست پیدا کی جائے تاکہ یہ نفاست دوسروں کے قلوب پر بھی تاثیر کرنیوالی ہو۔ کیونکہ اس رنگ میں تبلیغ کا جلد اثر ہوتا ہے۔ لیکن اگر خیالات کو صاف نہ کیا جائے۔ اور انہیں پاکیزگی پیدا نہ کی جائے۔ تو پھر خواہ کتنا ہی عمدہ کام کیوں نہ کیا جائے کوئی اثر پیدا نہیں ہوتا۔ اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ خیالات میں بغیر اس قسم کی پاکیزگی پیدا کئے کے تم ہرگز صادق آدمی نہیں کہلا سکتے۔ کیونکہ صادق وہی ہوتا ہے۔ جس کا قول اور فعل اپنے اندر یکسانیت اور موافقت رکھتا ہو۔ لیکن جب قول تمہارا یہ ہو کہ خیالات کو صاف کرو اور فعل تمہارا یہ ہو کہ اپنے خیالات صاف نہ ہوں تو پھر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تم صادق آدمی ہو۔ بنا بریں میں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے خیالات کو صاف اور پاکیزہ بناؤ۔ اور اسکے ساتھ ہی میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اپنے خیالات پر ضبط بھی رکھو۔ تا ایسا نہ ہو کہ تمہاری باتیں کسی کے ابتلاء کا باعث ہوں یا کسی کو ان سے ٹھوکر لگے۔ پھر ایسا ہی اگر تم اپنے دلوں میں بعض بُری باتوں کا خیال کرتے رہو۔ اور انکو ترک نکرو تو یہ بات بھی بجائے خود خطرہ سے خالی نہیں۔ پس اگر تم ان باتوں کی طرف دھیان نکرو گے تو اس صورت میں تم سب کچھ ضائع کرنیوالے ہونگے نہ کہ بنانیوالے۔ سو میری پہلی نصیحت یہ ہے۔ کہ تم اپنے خیالات کو ہمیشہ نگاہ میں رکھو۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی خیال رکھو کہ خواہ تم نے کسی بڑے سے بڑے مرحلے تک بھی کیوں نہ کام سرانجام دے لیا ہو یہ مت سمجھو کہ تم نے اپنے فرض کو ادا کر دیا ہے۔ کیونکہ جتنا تم زیادہ کام کروگے اتنا ہی تمہارا فرض بھی بڑھتا چلا جائیگا۔ اور جتنا تمہارا فرض بڑھتا چلا جائیگا۔ اتنا ہی تمہارے آگے میدان وسیع ہوتا جائیگا۔ پس کسی مرحلے پر پہنچ کر یہ خیال مت کرو۔ کہ تم نے اپنے فرض کو ادا کر دیا۔

دوسری نصیحت

تم نے ایسوسی ایشن بنائی ہے۔ اور ایسوسی ایشن کو اپریشن ہی ہوتی ہے۔ اور اگر ایسوسی ایشن صحیح معنوں میں کواپریشن نہ ہو تو یہ کوئی عمدہ چیز نہیں۔ صرف اتنی بات پر خوش ہو جانا معیوب ہوگا کہ ہم نے ایسوسی ایشن بنائی ہے۔ ہم اس میں جمع ہوتے ہیں لیکچر دیتے ہیں۔ اور تبادلہ خیالات کرتے ہیں۔ اور تبلیغ بھی کرتے ہیں کیونکہ جب تک تمہارے دلوں میں کواپریشن کی لہر نہ اُٹھے۔ جب تک تمہارے اندر بھائیوں کی مدد اور محبت کا مادہ پیدا نہ ہو۔ تب تک یہ کچھ نہیں اور اسصورت میں اگر تم جمع ہوتے ہو کہ تم میں بھائیوں کی مدد کا کوئی خیال نہیں تو صرف تم اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہو نہ کچھ اور۔ کیونکہ ایسوسی ایشن کا یہ مقصد نہیں ہوا کرتا۔ پھر بھائیوں کی مدد کے خیال کے ساتھ تمہیں اپنی مدد کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اپنی مدد آپ کرنا بھی ایک عمدہ بات ہے۔ پس تمہیں اس رنگ میں ترقی کرنا چاہیئے۔ اور ایک دوسرے سے تعاون بھی۔ کیونکہ جب تم تعاون کروگے تو پھر تم ایسوسی ایشن کے حقیقی اور اصلی مقصد کو پورا کرنیوالے ٹھیرو گے۔ اور اپنے آپ کی مدد کرنیوالے ہوگے۔ پس میں دوسری نصیحت یہ کرتا ہوں کہ ایسوسی ایشن کے ذریعہ کواپریشن حاصل کی جائے۔ اور آپس میں تعاون اور اپنی مدد آپ کرنے کا مادہ پیدا کرنا چاہیئے۔

تیسری نصیحت

ہر ایک آدمی پہلے بچہ ہوتا ہے۔ اور ہر ایک شخص جانتا ہے۔ کہ بچپن میں کھیل کود کے لئے بھی وقت چاہیئے اور انسان بچپن میں عام طور پر کھیلتا کودتا ہی نظر آتا ہے۔ لیکن باوجود اس کھیل کود کے وہ حواس خمسہ ظاہری سے کام لیتا ہے۔ مثلاً وہ سنتا بھی ہے۔ دیکھتا بھی ہے محسوس بھی کرتا ہے۔ مزہ بھی چکھتا ہے تو جب عین بچپن میں اسکے ظاہری حواس کام کرتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ کہا جاسکے۔ کہ اس کے حواس باطنی کام نہ کرتے ہونگے۔ تو جب یہ ظاہر ہے کہ بچپن ہی سے ایک انسان کے حواس ظاہری و باطنی کام کرتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ بچپن ہی سے اسمیں (sincerity) یعنی راستی اور خلوص نہ پیدا کیا جائے۔ پس میں تمہیں یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اس sincerity کو پیدا کرو۔ سن سی ایریٹی یہ نہیں کہتی۔ کہ انسان جنسی نخرے بولے نہیں اور بالکل چپ سادھ کر بیٹھ جائے۔ بلکہ سن سی ایریٹی کے یہ معنی ہیں کہ جب بھی کام کرو۔ جو بھی کام کرو۔ نہایت خلوص کے ساتھ کرو اور راستی کے ساتھ کرو اور پوری توجہ کے ساتھ کرو۔ خواہ تم مذہبی کام کرو۔ خواہ تم کوئی تقریر کرو۔ خواہ تم روزانہ زندگی کا کوئی کام کرو۔ غرضیکہ جو کام کرو اُسے سن سی ایریٹی کے ساتھ کرو اور تمام تر توجہ کے ساتھ کرو۔ ماسوا ازیں اگر ایک بچہ کے روزانہ مشاغل پر غور کیا جائے تو وہاں بھی یہ بات پائی جاتی ہے کہ باوجود طفولیت کی بے پرواہی کے وہاں بھی ایک قسم کی سن سی ایریٹی کام کر رہی ہے۔ چنانچہ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ ایک بچہ جب کبھی بھی کوئی کام کرتا ہے۔ خواہ وہ کام کھیل ہی کا کیوں نہ ہو تو پوری توجہ اور محنت سے کرتا ہے اور راستی اور خلوص کے ساتھ کرتا ہے۔ اور یہ سمجھکر کرتا ہے کہ یہ اچھا کام ہے۔ اور یہی سن سی ایریٹی ہے تو جبکہ ایک بچہ میں یہ سن سی ایریٹی پائی جاتی ہے۔ تو بڑوں میں ان سے زیادہ یہ ہونی چاہیئے۔ پس میں یہ نصیحت بھی کرتا ہوں کہ سن سی ایریٹی پیدا کرو۔ اور ہر کام میں اسکو استعمال کرو۔ زندگی کے دوسرے شعبوں کے متعلق بھی میں کہتا ہوں کہ ان میں بھی اسکو پیدا کرو۔ لیکن اسوقت اپنی ایسوسی ایشن کے مفاد کو مدنظر رکھ کر یہ بات نصیحتاً کہتا ہوں کہ اگر تم اس کام کو نہ کرتے تو اور بات تھی۔ لیکن اب جب تم اسے کر رہے ہو تو اسے سن سی ایریٹی سے کرو۔

چوتھی نصیحت

چوتھی نصیحت میں تبلیغ کے متعلق کرتا ہوں۔ میں نے اسکے متعلق آج صبح بھی اور کل بھی بیان کیا تھا کہ تبلیغ کی طرف سے ہمارے نوجوانوں کو بالخصوص کسی وقت بھی غافل نہ ہونا چاہیئے تبلیغ ایک ایسی ضروری شے ہے کہ کسی وقت بھی بھلانی نہیں چاہیئے۔ میں اس بات کا افسوس کے ساتھ اظہار کرتا ہوں کہ تم میں سے بہت سے نوجوان یہ سمجھ رہے ہیں کہ تبلیغ کا وقت کالج لائف کے بعد آئیگا اور اسوقت ہمیں طالب علمی کے فرائض ادا کرنے چاہئیں اور جب ان سے فراغت ہوگی تو تبلیغ کرینگے۔ لیکن یہ درست نہیں تمہیں کیا معلوم ہے کہ تمہاری اسوقت کی کہی ہوئی ایک بات کسی اور بندہ خدا

کے لیئے دلیل راہ بن سکتی ہے۔ تبلیغ اگر اچھی چیز ہے۔ جیسے کہ وہ فی الواقع اچھی چیز ہے۔ تو اسے آج ہی کرنا چاہیئے۔ اور کسی آئندہ زمانہ پر اسے اٹھا نہ رکھنا چاہیئے۔ میں نے کل بھی کہا تھا۔ کہ اچھے کام اچھے کام نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ اسی وقت نہ کئے جائیں۔ پس اچھے کام اسی وقت کئے جانے چاہئیں۔ پھر یہ بھی نہیں۔ کہ ایک دفعہ کسی کو تبلیغ کر دی۔ اور پھر چپ ہو رہے۔ نہیں بلکہ اسے مسلسل اور متواتر کرتے رہنا چاہیئے۔ اور سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ جس طرح نماز پڑھنا ہمارے لیئے فرض ہے۔ جس طرح روزے رکھنا ہمارے لیئے فرض ہے۔ جس طرح دوسرے احکام کی پابندی ہمارے لئے فرض ہے۔ اسی طرح تبلیغ بھی ہمارا فرض ہے۔ اور جس طرح وہ فرض ایک دفعہ ادا کر دینے سے چھٹ نہیں جاتے۔ اسی طرح یہ فرض بھی ایک دفعہ کرنے سے چھٹ نہیں سکتا۔ کیا تم ایک دفعہ روٹی کھا کر پھر کھانا چھوڑ دیتے ہو۔ یقیناً نہیں۔ تو جب تم دوسرے کاموں کو متواتر کئے جاتے ہو تو اس کی طرف سے غفلت کر جانا یقیناً کامیابی کا ذریعہ نہیں جس طرح ایک کام اگر تھوڑی دیر کرنے کے بعد چھوڑ دیا جائے تو وہ عمدہ بات نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اس کے نتائج خوشگوار نکلتے ہیں۔ اسی طرح تبلیغ کا معاملہ ہے۔ کہ اگر ایک یا دو دفعہ یا ایک عرصہ تک کر کے چھوڑ دی جائے۔ تو یہ کوئی عمدہ کام نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی اس سے کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا ہے۔ پس تبلیغ تمہارے اہم فرضوں میں سے ایک فرض ہے۔ اور اگر یہ فی الواقع تمہاری ڈیوٹی ہے۔ جیسا کہ فی الواقع تمہاری ڈیوٹی ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ اسے چھوڑ دیا جائے یا اگر کیا جائے تو غیر مسلسل طریق پر کیا جائے ✦

تم سب کچھ جانتے ہو

تم میں سے بعض یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہمیں کوئی علم تو ہے نہیں۔ ہم کیونکر تبلیغ کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں تمہیں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو۔ کہ تم کو علم نہیں۔ کالجوں میں یکساں حالت کے طالب علم نہیں ہوتے۔ اگر کسی کی علمیت تم سے زیادہ ہے۔ تو کئی ایک ایسے بھی تو ملیں گے۔ جو تم سے کم علم رکھتے ہیں۔ اور تم سے بہت کم اسلامی اور مذہبی باتوں کو جانتے ہیں۔ پس تم اس سے مت گھبراؤ۔ اور اس بات سے تبلیغ کرنا مت چھوڑو۔ کہ تمہارا علم کم ہے پھر تبلیغ کے لئے کسی لمبے چوڑے علم کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ اور پھر تم کو تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے حصہ دیا گیا ہے۔ تم اگر تبلیغ کرو گے۔ تو تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ کہ کس قدر وہ طالب علم ہیں۔ جو اپنے مذہب سے ناواقف ہیں۔ اور اپنے مذہب کے ہلکے اور موٹے موٹے حکم بھی نہیں جانتے۔

اور اس بات کے محتاج ہیں۔ کہ تم انہیں یہ باتیں بتلاؤ۔ پس تم یہ مت خیال کرو۔ کہ تم کو کچھ نہیں آتا۔ تمہیں سب کچھ آتا ہے۔

میرے ایک رشتہ دار کی حالت

میں ایک دفعہ اپنی بیوی کے ایک رشتہ دار بھائی کو تبلیغ کر رہا تھا۔ اب تو وہ گریجوایٹ ہے اس وقت وہ سکول میں پڑھتا تھا۔ میں نے اسے اسلام کی باتیں بتائیں۔ وہ حیران ہو گیا۔ پھر میں نے اسے کہا۔ کہ اسلام میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایک نبی آئے گا۔ کیا تمہیں اس کی خبر ہے۔ کیا تم نے اس کے متعلق کبھی کچھ سنا۔ وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا۔ کہ میں نے تو کبھی یہ باتیں نہیں سنیں۔ اور نہ ہی میں نے کبھی سنا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی آئے گا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا۔ کہ تمہارے علماء اس کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ کیا وہ بھی کسی آنے والے کا پتہ بتاتے ہیں یا نہیں۔ کہنے لگا وہ تو یہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام آئیں گے۔ اس پر میں نے اسے بتایا۔ کہ وہ کس طرح آئینگے اس کے بعد جب وہ سکول گیا۔ تو اس نے وہاں کے ایک مولوی سے یہ سب کچھ بیان کر کے وہی پوچھا جو میں نے اس سے پوچھا تھا۔ اس کا جواب تو مولوی نے کچھ نہ دیا۔ مگر اس کو سخت سست کہا۔ وہ بیچارا سخت ڈرا اور اس نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ یہ مولوی اب میرے باپ کو کہدیگا لیکن یہ بات اس سے ضرور ہوئی۔ کہ اس پر اس کا ایسا اثر ہوا۔ کہ پھر اس نے کبھی کسی مولوی سے کوئی ایسی بات نہ پوچھی۔ اور ان مسائل کے متعلق بالخصوص کسی مولوی سے کچھ دریافت نہ کیا ✦

اسلام سے ناواقف طلباء

پس یہ نہ سمجھو۔ کہ ہر ایک تم سے زیادہ علم دار ہے۔ کالجوں میں تو کئی ایسے ملیں گے۔ جو بالکل اسلام نہیں جانتے۔ اور اس سے بالکل (Ignoramous) کورے ہیں۔ سو تم کو ان میں تبلیغ و اشاعت کرنی چاہیئے۔ انہیں اسلام بتانا چاہیئے۔ ان کو اسلام کے احکام سے واقف کرنا چاہیئے۔ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے آگاہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آخر ان کا بھی حق ہے کہ وہ بھی اس بات سے فائدہ اٹھائیں۔ جس سے کہ تم نے اٹھایا۔ سو اس بات کو یاد رکھو۔ اور ہرگز نہ بھولو۔ کہ ان کو فائدہ پہنچانے میں ہی فائدہ ہے ✦

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے وہ سب کچھ کہدیا ہے۔ جو میں انگریزی میں کہہ سکتا تھا۔ یہ تو نہیں کہ میں اس سے زیادہ تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا۔ مگر یہ ہے کہ موقعہ کے مناسب جو کچھ ضروری تھا۔ وہ میں نے کہدیا ہے۔ تمہیں چاہیئے۔ کہ اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور خدا کی خوشنودی پانے والے بنو ✦

اس کے بعد مسٹر سکرٹری کچھ بیان کرینگے۔ اور پھر جلسہ برخواست کیا جائے گا۔ چنانچہ سکرٹری صاحب نے بطور شکریہ کچھ بیان کیا۔ جس کے بعد حضرت صاحب نے دعا فرمائی اور یہ مجلس برخواست ہو گئی ✦

پنڈت دھرم بھکشو کا مناظرہ سے فرار

آریہ سماج گوجرہ نے اپنے سالانہ جلسہ ۳۰ر اپریل تا ۲ر مئی کے بعد تین دن مذہبی کانفرنس کے لئے مقرر کئے تھے جس میں اہل اسلام و عیسائی ہر دو کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں۔ اسلامی جماعتوں کی طرف سے متفقہ طور پر احمدیہ جماعت کو اس کام کا اہل سمجھکر یہ قرار پایا۔ کہ یہی جماعت اپنا مضمون پڑھے۔ اس لئے ہماری طرف سے مولوی غلام احمد صاحب فاضل بدوملہی اپنا مضمون پڑھنے کے لئے تشریف لائے۔ مضمون بیان کرنے سے پیشتر آریہ سماج گوجرہ سے دریافت کیا۔ کہ کیا آپ ہمیں جلسہ میں اعتراضات کا جواب دینے کے لئے موقعہ دینگے۔ جس کا جواب انہوں نے انکار میں دیا۔

۲ر مئی کی رات کو پنڈت دھرم بھکشو صاحب نے سٹیج پر کھڑے ہوتے ہی آریہ سماج گوجرہ پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ کہ کیوں اہل اسلام کو اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے کے لئے وقت دیا۔ اسکے بعد اہل اسلام کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔ کہ میں اہل اسلام کے ساتھ ہر وقت اور ہر مضمون پر جتنا عرصہ چاہیں مناظرہ کرنے کے لئے طیار ہوں۔ اس نے اپنی تقریر میں جہاں تک ممکن ہو سکا۔ قرآن کریم اور رسول کریم صلعم کی ذات اقدس پر اعتراضات کئے۔ لیکن تقریر کے دوران میں حوالجات دریافت کرنے کیلئے ہمیں منع کر دیا گیا

دوسرے دن مولوی غلام احمد صاحب بدوملہی نے اپنے مضمون بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ کہ ہم نے سنا ہے۔ پنڈت دھرم بھکشو نے علمائے اسلام کو مباحثہ کے لئے چیلنج دیا ہے۔ ہم اس کو منظور کرتے ہیں۔ اور ہر دو مقامی جماعتیں شرائط مناظرہ طے کر لیں۔ اس کے بعد جیسا کہ آریوں کی عادت ہے۔ اگر مگر کی آڑ میں راہ فرار لی۔ اور نہ مناظرہ کرنا تھا اور نہ کیا ✦

کانفرنس کی تاریخوں کے بعد رات کو مولوی غلام احمد صاحب بدوملہی

(اشتہارات)

کان

کان کی تمام بیماریوں - نیسٹ - بہرہ پن - کم سننے آوازیں ہونے - درد زخم - ورم خشکی - بڑوں کی کمزوری بچوں بڑوں کے کان بہنے نزلہ وغیرہ پر بلینٹ اینڈ ببلی بھیت کا روغن کرامات وہ شرطیہ دوا ہے - جس پر انگریزی ڈاکٹر شو بھی بیس سال تک کے بیمار اصلی صحت پا چکے ہیں - قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ (عہ) اعتبار نہ ہو تب بیان تقریب لاکر علاج کرلیجئے - دوا اور مرگی کا بھی شرطیہ علاج کیا جاتا ہے دھوکہ بازوں سے ہوشیار رہو کر عقل سے کام لیں - اپنا پتہ صاف لکھئے ہمارا پتہ یہ ہے

بہرہ پن کی دوا بلیٹ اینڈ سنز پیلی بھیت یو پی

نسیاً منسیاً

دردِ سر کی بے خطا دوائی

ٹکیہ کھانے ہی درد سر غائب

قیمت فی بکس (۳۲ خوراک) ایک روپیہ چار بکس تین روپیہ فی ٹکیہ ایک آنہ - محصولڈاک وغیرہ ایک بکس سے لے کر ۴ بکسوں تک چھ آنہ

پتہ - حکیم حاذق علم الدین سند یافتہ پنجاب یونیورسٹی قلعہ سٹریٹ امرتسر

حب اکسیر

(۱) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہیں - (۲) جن کے بچے پیدا ہو کر مرجاتے ہوں - (۳) جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں (۴) جن کے گھر اسقاط کی عادت ہو گئی ہو - (۵) جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہو - (۶) جن کے بچے کمزور بدصورت پیدا ہوتے ہوں اور کمزور ہی رہتے ہوں - ان کے لئے ان گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے - فی تولہ عہ - تین تولے کے لئے محصولڈاک معاف چھ تولہ تک خاص رعایت

سرمہ نور العین

اس کے اعلیٰ اجزاء موتی و ماممیرا ہیں - اور یہ ان امراض کا مجرب علاج ہے - آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا - دھند - غبار - جالا - ککرے خارش ناخونہ - پھولا - ضعف چشم - پڑوال کا دشمن ہے - موتیا بند کو دور کرتا ہے - آنکھوں کے لیسدار پانی کے روکنے میں بے مثل ہے - پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بے نظیر تحفہ ہے - گلی سڑی پلکوں کو تندرستی دینا - پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا کرنا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے

قیمت فی شیشی دو روپیہ (عہ)

لاولد عورتوں مردوں کو خوشخبری

طب قدیم کی قابل فخر و تازہ ایجاد

دوائے خوش کیف

اگر آپ کا کوئی عزیز یا ہمسایہ یا آپ خود لاولد ہیں یا آپکی اہلیہ مرض عقر یعنی بانجھ پن میں مبتلا ہیں - اور آئندہ کوئی امید قیام نسل کی نہیں ہے - یا صرف ایک دو بچہ ہو کر یا لڑکیاں ہو کر سلسلہ تولد ختم ہو گیا ہے - تو آج ہی اس دوا کو طلب کر کے فائدہ اٹھا لیجئے گا جس کے ۲۱ یوم دو مرتبہ کے استعمال سے اگر ۲ ماہ کے اندر خوشی کے آثار نمایاں نہ ہوں - تو کل قیمت بلا عذر بعد تجربہ کے واپس کر دو - بطور حفظ ما تقدم حالت حمل میں بچہ کی حفاظت کرتے ہوئے دردِ زہ کی تکلیف نہیں ہوتی - نیز کثرت ایام ماہواری میں بے حد مفید ہے - نوٹ ۴۵ برس سے زیادہ عمر کی عورت کے لئے یہ دوا طلب نہ کی جائے - قیمت ساڑھے تین روپے محصولڈاک ۶؍

اکسیر ذیابیطس

جلد جلد پیشاب کا آنا - پیاس کا زیادہ معلوم ہونا - پیشاب میں شکر یا چربی کا خارج ہونا - گھٹنے پنڈلیوں میں درد ہونا بدن کا تحلیل ہونا خشکی کا زیادہ رہنا وغیرہ اس دوا سے بالکل یہ شکایتیں دور ہو کر اصلاح ہو جاتی ہے - اگر اس مرض عسر العلاج سے بچنا ہو - تو اس دوا کو استعمال کیجئے قیمت [illegible] محصولڈاک ۶؍

ناظم مطب حکیم ظہیر الدین ڈوری بازار متھرا

مفرح عروس زندگی

معدہ کے تمام نقصوں کو دور کرنے والی - مقوی دماغ - محافظ روشنی چشم - نسیان کی دشمن - جگر کو طاقت دینے والی - جوڑوں کے درد و نقرس کے درد - سینہ کو مضبوط بنانیوالی - مقوی اعضاء رئیسہ دوائی ہے - اس کا روزانہ استعمال صحت کا بیمہ ہے - قیمت فی ڈبیہ [illegible]

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے - دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں - دانت ہلتے ہوں - گوشت خورہ سے تنگ آ گئے ہوں - دانتوں سے خون آتا ہو - یا پیپ آتی ہو - دانتوں میں میل جمتی ہو - اور زرد رنگ رہتے ہوں - اور منہ میں پانی آتا ہو - اس منجن کے استعمال سے یہ سب نقص دور ہو جاتے ہیں - اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں - اور منہ خوشبودار رہتا ہے - قیمت فی شیشی ۱۲؍

المشتہر

نظام جان عبد اللہ جان معدن الصحت دیا قادیان

بڑھیا پیپر امنگا (فی)

ہمارے کارخانہ میں اول درجہ کا پیپر امنگا تیار ہوتا ہے جلدی منگوائیں آپ کپڑے کو دیکھکر نہایت خوش ہونگے - ریشمی رومال مختلف رنگوں کے درجہ اول فی درجن تین روپے - ریشمی ازار بند زربفت مختلف رنگوں کے درجہ اول فی درجن تین روپے - جائے نماز مخملدار درجہ اول فی عدد ایک روپیہ آٹھ آنہ - ریشمی بنارسی صافہ زربفت سات گز طول درجہ اول فی صافہ سات روپیہ - ریشمی مشہدی لونگی رنگدار کنارے نہایت ہی خوبصورت اور عمدہ وضع امیرانہ فیشن کی درجہ اول پانچ گز لمبی فی لونگی چار روپے دو آنہ - ریشمی مخمل اعلی لنگوٹ بند رنگین و سفید ایک روپیہ بارہ آنہ - ریشمی کلاہ زربفت درجہ اول فی کلاہ ڈیڑھ روپیہ - تولیہ نور پلنگ کلاں امیرانہ وضع کا درجہ اول فی تولیہ تین روپے - ملنے کا پتہ منیجر سوڈیشی کھدر اینڈ چارکہ کمپنی لودیانہ پنجاب

بٹالہ میں دو عدد پختہ مکانات رہن ملتے ہیں

میرے دو عدد مکانات پختہ جن میں سے ایک دو منزلہ ہے بٹالہ میں واقع ہیں - یہ مکانات میری طرف سے ایک ہندو اور ایک غیر احمدی کے پاس رہن ہیں - اور زر رہن پر مجھے ایک بہت بڑی رقم سود کی ادا کرنی پڑتی ہے - اب جبکہ میں خدا کے فضل سے احمدیت میں داخل ہوا ہوں - میں اس سودی قرضہ سے جس طرح بھی ہو نجات چاہتا ہوں - لیکن نجوم کا کام چھوڑ دینے کی وجہ سے اب میری مالی حالت ایسی نہیں - کہ میں بطور خود روپیہ ادا کر کے مکانات فک کرا سکوں - پس اگر کوئی صاحب یہ دونو مکانات اپنے پاس رہن رکھ کے میرے لئے دو ہزار روپے کا انتظام فرما دیں - تو میں اپنے سابقہ سودی قرضہ سے نجات پا سکتا ہوں اور ہر دو مکانات کا کرایہ عـ ۱۵ روپیہ ماہوار ہے - اگر کوئی صاحب توجہ فرماویں - تو نہ صرف یہ کہ ان کا روپیہ محفوظ ہے - بلکہ ان کے لئے ایک مصیبت زدہ بھائی کی امداد کا ثواب مزید براں ہوگا اگر مجھ سے مکانات کا قبضہ لے کر کسی اور کو دینا چاہیں - تو اس میں بھی مجھے کوئی انکار نہ ہوگا - میں باقاعدہ رجسٹری کرا دینے کے لئے تیار ہوں - میرے متعلق اگر کوئی مزید حالات دریافت کرنے ہوں - تو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سے دریافت کر سکتے ہیں - فقط

خاکسار

محمد علی احمدی کپوری دروازہ بٹالہ

مشینری اور زراعتی آلات

بٹالہ کی مشہور و معروف چارہ کترنے کی مشینیں - آہنی رہٹ (رہٹ) زراعتی فارم کے نمونہ کے آہنی ہل - خراس بیلنہ جات - سیف الماریاں - سیویاں اور بادام روغن کی مشینیں منگانے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمائیے -

ایم عبد الرشید اینڈ سنز جنرل سپلائرز احمدیہ بلڈنگ بٹالہ ضلع گورداسپور

اشتہارات

مکانوں کیلئے زمین فروخت ہوتی ہے

قادیان کی پرانی آبادی کے قریب محلہ دارالضعفا کے جانب غرب بہشتی مقبرہ والی سڑک کے پاس چند ایک کنال زمین قابل فروخت موجود ہے۔ چونکہ مالک کو روپیہ کی ضرورت ہے۔ اسلئے نسبتاً کچھ ارزاں ملے گی۔ جو صاحب خریدنا چاہیں۔ جلد سے جلد مطلع فرمائیں۔

(صاحبزادہ) مرزا بشیر احمد۔ قادیان

ایک دو منزلہ مکان فروخت ہوتا ہے

محلہ دارالرحمت میں بر لب سڑک کلاں میاں نظام الدین صاحب درزی کا دو منزلہ مکان جو عمدہ پختہ بنا ہوا ہے۔ کافی فراخ ڈیڑھ کنال زمین میں۔ مالک مکان کو چونکہ روپے کی ضرورت ہے۔ اس لئے فروخت کرنا چاہتا ہے۔ ساڑھے سات ہزار روپیہ لاگت ہے۔ جو احباب خریدنا چاہیں۔ مجھ سے قیمت کا تصفیہ فرمائیں۔

(صاحبزادہ) مرزا بشیر احمد قادیان

والا اخبار ضرور دیکھئے

اکسیر تسہیل ولادت کے متعلق ضروری اطلاع

اکسیر تسہیل ولادت کے مفید ہونے کا یہ کافی ثبوت ہے کہ مقامی اطبا بھی اسکی مانگ اس قدر زیادہ ہے کہ بیرونی فرمائشوں کی تعمیل کے لئے مشکل ہے۔ لیکن چونکہ اس کی مانگ دن بدن بڑھ رہی ہے۔ ہمیں اس کا ادویہ ذخیرہ کرنا پڑے گا۔ جس سے اس کے ترسیلی اخراجات بڑھ جائیں گے۔ اور ہمیں اس کی قیمت میں اضافہ کرنا پڑے گا۔ جو دوست منگانا چاہیں۔ قیمت بڑھنے سے پہلے فوراً منگالیں۔ ابھی اس کی وہی سابقہ قیمت صرف دو روپے معہ محصولڈاک ہے۔ مینیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودھا۔

کنارسی رونس

طاقت، قوت، صحت اور خوشی کی دوا

کنارسی رونس:۔ جو نہایت مفید اور گہرا اثر پیدا کرنے والی دواؤں کا مجموعہ ہے۔ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ نہایت قیمتی اجزاء سے تیار کی گئی ہے۔ اور تجربہ کار ڈاکٹروں نے بالاتفاق اس کی خوبی کی گواہی دی ہے۔ کنارسی رونس:۔ خون کو صاف کرتی ہے۔ دل کو طاقت دیتی ہے۔ اعصاب کو مضبوط کرتی ہے۔ کنارسی رونس۔ خون بڑھاتی ہے۔ قوت ہضم کو زیادہ کرتی ہے۔ معدہ، انتڑیوں اور جگر کو طاقت بخشتی ہے۔ کنارسی رونس:۔ دل کو خوش کرتی ہے۔ افسردگی کو دور کرتی ہے۔ اور تھکان کو مٹاتی ہے۔ کنارسی رونس۔ علاوہ کی کمی، بھس، خنازیر، دل کی کمزوری، ریگ گردہ کی خرابی، پرانے ملیریا، ناصاف خون، دانتوں کی خرابی، بار بار ہونے والا نزلہ، دوری کھانسی اور پرانے نمونیا اور ابتدائی سل کا بہترین علاج ہے۔

کنارسی رونس:۔ عورتوں کی مخصوص بیماریوں کا نہایتہی اعلیٰ علاج ہے۔ ایام کی بے قاعدگی۔ ایام میں درد ہونے خون کی قلت اور آزار کو فوراً دور کرتی ہے۔

ہم صرف اس وقت ایک سرٹیفکیٹ اس کے فوائد کے متعلق درج کرتے ہیں۔ چوہدری بدرالدین صاحب اپنی بیوی کے متعلق بتاتے ہیں۔ کہ انہیں ۶ سال سے بواسیر تھی۔ اور ساتھ آٹھ ماہ سے سخت قبض تھی۔ کئی کئی دن کے بعد پاخانہ آتا تھا۔ تیسرے چوتھے دن بخار ہو جاتا تھا۔ خون کی شدت ایسی تھی۔ کہ بے ہوشی کی حالت ہو جاتی تھی۔ ضعف قلب کی شکایت پیدا ہو گئی تھی۔ جس دن کنارسی رونس کا استعمال کیا۔ اس دن سے فائدہ ہونے لگا۔ دل کا ضعف جاتا رہا۔ کام کاج کی طاقت آنے لگی۔ بخار جاتا رہا۔ علاوہ ازیں جسم پر خارش اور منہ پر چھائیوں کی تکلیف تھی۔ اور مسوڑے پھولے ہوئے تھے۔ ان امراض کو بالکل آرام ہو گیا۔

کنارسی رونس:۔ ہر بڑے قصبہ میں بڑے دوا فروشوں سے مل سکتی ہے۔ قیمت صرف ۱۲؍ تین شیشیاں ۲؍ اگر دوا فروشوں سے نہ ملے۔ تو براہ راست ہم سے طلب کریں۔

سارے ہندوستان کے لئے واحد ایجنٹ

ایسٹرن ٹریڈنگ کمپنی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ممالک غیر کی خبریں

سان ریمو - ۱۶ رمئی - سابق سلطان ٹرکی محمد سادس یہاں وفات پا گئے - (معزول سلطان وحید الدین آفندی سے مراد ہے - جو سلطان عبد الحمید خان مرحوم کے چھوٹے بھائی تھے - اور سلطان رشاد آفندی کے بزمانہ جنگ وفات پانے پر محمد سادس کے لقب سے سلطان و خلیفۃ المسلمین بنائے گئے تھے - ان کے عہد میں سیورے کا عہدنامہ ٹرکی کی طرف سے منظور کیا گیا - جس پر ترک محبان وطن میں جوش پیدا ہوا - اور ان کی قوت بڑھنے پر سلطان وحید الدین کو تخت سلطنت چھوڑ کر بھاگنا اور انگریزی جہاز میں پناہ گزین ہونا پڑا - اب ایک عرصہ سے انہوں نے ملک رومانیہ میں قیام اختیار کر رکھا تھا - اور وہاں ان کا پروپیگنڈا جاری تھا +

گوتھنبرگ ۱۷ رمئی - سویڈن کے شاہزادہ ولیعہد معہ اپنی شاہزادی اور چھ ہمراہیوں کے امریکہ تشریف لے جا رہے ہیں - جہاں دو ماہ کے قیام کے زمانہ میں آپ سویڈن کی نو آبادیات کا دورہ کریں گے - اور اس کے بعد چین جاپان اور ہندوستان کی سیر کر کے فروری تک سویڈن واپس پہنچ جائیں گے +

سوئٹزرلینڈ کا ایک گاؤں جو منسٹر کے نام سے مشہور ہے - اور وادی رہون میں درہ گرمسل کے جنوب میں واقع ہے - تباہ ہو گیا - سنٹرل نیوز ایجنسی کے بیان کے مطابق پورا گاؤں ہی قریب قریب صفحۂ زمین سے محو ہو گیا - یہ بربادی یکایک برف کا ایک پہاڑ کا پہاڑ پگھل کر گاؤں پر گرنے سے وقوع میں آئی +

لنڈن - ۱۷ رمئی - گورنمنٹ نے ہڑتال کے دنوں میں جو ایمرجنسی سروسز قائم کی تھیں فقط ان پر ہی دس پندرہ لاکھ پونڈ روزانہ خرچ آتا رہا ہے - تیس لاکھ ہڑتالیوں اور ان کے ساتھ دیگر لکھوکھہا آدمیوں کی جو کہ نتیجہ کے طور پر بیکار ہو گئے تھے - اجرتوں کا اندازہ تین کروڑ پونڈ کا ہے - ایک مشہور ماہر اقتصادیات نے "ڈیلی نیوز" میں اندازہ لگایا ہے کہ ہڑتال کے آغاز سے لے کر اختتام تک ہر روز قریباً تین کروڑ پونڈ کا صرفہ قوم کے سر پڑ رہا ہے +

لنڈن - ۱۵ رمئی - پولینڈ کی سرحد سے اطلاع ملی ہے - کہ پلسڈسکی نے بیلویڈیر محل پر قبضہ کر لیا - اور وٹیو کی حکومت کے ارکان بھاگنے پر قید کر لئے گئے +

پیرس ۱۴ رمئی - سفیر پولینڈ نے ایک کمیونکے شائع کی ہے - جس میں بیان کیا ہے - کہ حکومت نے وفادار فوجوں کی حفاظت میں بیلویڈیر محل میں دار الحکومت بنا لیا ہے -

اس کا بیان ہے - کہ چار آدمی کو رکو وارسا پر چڑھائی کرنے کا حکم ملا ہے - جو اس وقت ہر چہار طرف سے گھرا ہوا ہے باغیوں نے اخلاقی کمزوریوں کے آثار ظاہر کرنے شروع کر دیئے ہیں +

وارسا - ۱۴ رمئی - گذشتہ شب میں تمام رات اور آج دن بھر پلسڈسکی کی فوجوں اور حکومت کی فوجوں کے درمیان لڑائی ہوتی رہی - اول الذکر افواج کو غلبہ حاصل ہوتا جا رہا ہے - اور اس وقت تقریباً تمام دار السلطنت سوائے بیلویڈیر محل کے ان کے ہاتھ میں ہے - صوبجات سے فوجیں آ رہی ہیں - جن کے لئے بیشمار رضا کار اپنے نام لکھا رہے ہیں - اشتمالیین نے ایک عام ہڑتال کا مطالبہ کیا ہے - تاکہ پلسڈسکی کی اغراض کی اعانت کی جائے +

وارسا - ۱۳ رمئی - جنرل پلسڈسکی کو وارسا میں صورت حالات پر پورا قابو حاصل ہے - اور انہوں نے مندرجہ ذیل شرائط صلح کا اعلان کیا ہے +

اولاً توان کا مطالبہ ہے - کہ موسیو وٹیو کی حکومت مستعفی ہو جائے - ثانیاً وہ ایک ایسے کابینہ کے تقرر کا مطالبہ کرتے ہیں - جس کے صدر خود جنرل پلسڈسکی ہوں - اور ریڈیکل جماعت کے کسانوں کے لیڈر راڈیچم کے پریذیڈنٹ موسیو رانچ یا کسانوں کے لیڈر موسیو وائسکی اہم محکموں کے ذمہ دار ہوں - تیسرے یہ کہ سیجم نئے انتخابات تک کے لئے بالکل توڑ دی جائے - ان شرائط کے متعلق خیال کیا جاتا ہے - کہ جنرل پلسڈسکی کی طرف سے صاف صاف مطلق العنانی کا مطالبہ ہے -

موضع کرمادر (روس) کے کسانوں کی بیویوں نے اپنے خاوندوں کے موجودہ رویہ کے برخلاف ہڑتال کر کے گھروں کو چھوڑ دیا - آخر مردوں کو انہیں گھروں میں لانے کے لئے ایک حلف نامہ پر دستخط کرنے پڑے +

رومہ ۱۸ رمئی - اٹلی کے متعدد اضلاع میں سیلاب آ گیا ہے - ویرونہ اور اڈائج میں تین لاشیں بھی بہی ملی - کئی جگہ زمین اس طرح بہ گئی ہے - کہ وہاں کے مکانات کا پتہ تک نہیں - بہت سی سڑکیں ناقابل گذر ہیں - دریائے پو کی طغیانی نے بریشیا کے تین اضلاع کو بالکل تباہ و برباد کر دیا ہے - اڈامیلو میں برف کی چٹان ۶ ہزار فیٹ سے اس طرح بہہ کر گری - کہ مزدوروں کی ایک جماعت اس کے نیچے دب کر رہ گئی - اور ان میں سے صرف دو لاشیں نکل سکیں +

رگبی - ۱۸ رمئی - دار العوام کے اجلاس میں مسٹر چرچل نے ایک سوال کے جواب میں بیان کیا - کہ عام ہڑتال کے دوران میں "برٹش گزٹ" کے اجراء میں تقریباً ۲۲ ہزار پونڈ کی رقم خرچ ہوئی ہے - جس سے تخمینہ کیا جاتا ہے - کہ ۱۰ ہزار پونڈ کا نقصان ہوا ہے - آپ نے یہ بھی کہا کہ ان کی دقتوں اور مشکلات کا اندازہ کرنے کے بعد نقصان کی یہ رقم حیرت انگیز طریقہ پر کم ہے +

لنڈن ۱۹ رمئی - جو شاندار خدمات بحیثیت وائسرائے ہند انہوں نے سر انجام دی ہیں - ان کی قدردانی کے طور پر لارڈ ریڈنگ کو "پلگرمس کلب" لنڈن کی طرف سے ہوٹل وکٹوریا میں ایک ضیافت دی گئی - جس میں بعض دیگر سربرآوردہ ارکان حکومت و باثر اصحاب بھی موجود تھے +

ہندوستان کی خبریں

شملہ - ۱۷ رمئی - ہر ہائی نس بیگم بھوپال نے ہز ایکسیلنسی وائسرائے سے لنڈن سے تخت سے دست بردار ہونے کی خواہش ظاہر کی - وائسرائے بہادر نے اس درخواست کو منظور کر لیا +

لاہور ۱۷ رمئی - ڈاکٹر محمد عالم بیرسٹرایٹ لاء لاہور نے مقامی روزانہ اسلامی اخبار "سیاست" کو ازالہ حیثیت عرفی کی بناء پر قانونی نوٹس دیا ہے - نوٹس میں بیان کیا گیا ہے - کہ ۵ ار مئی کے "سیاست" میں ڈاکٹر صاحب نے اپنی لڑکی کی سگائی پر جو پارٹی دی تھی - اس کے غلط حالات شائع ہوئے ہیں +

کلکتہ کی اطلاع سے مظہر ہوتا ہے - کہ مسٹر عزیز الحق چودھری - اڈیشنل سپرنٹنڈنٹ پولیس ڈھاکہ کے ڈپٹی کمشنر پولیس مقرر ہوتے ہیں - پہلی مرتبہ ایک مسلمان کا اس عہدہ پر تقرر کیا گیا ہے +

پراونشیل اور آل انڈیا پوسٹل یونین کے سالانہ اجلاسوں کا ایک اثر یہ ظاہر ہوا ہے - کہ لکھنو کے چٹھی رسانوں نے ۸ ار مئی کو مسٹر جی - ڈی باجپئی ایم - اے پوسٹ ماسٹر صدر ڈاکخانہ حضرت گنج کی زیر صدارت ایک جلسہ منعقد کر کے اپنی باقاعدہ یونین قائم کر لی ہے - جس کو پراونشیل پوسٹل یونین سے ملحق کیا جائے گا +

شملہ ۱۷ ار مئی - مسٹر ہیڈلیسن جو جنوبی افریقہ کے وفد کے سردار تھے شملہ پہونچ گئے +

الہ آباد - ۱۳ ار مئی - ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ الہ آباد نے ہندو مسلمانوں میں کشیدگی بڑھ جانے اور لوگوں میں مذہبی جوش کے زیر اثر ہو کر فساد کرنے کے اندیشہ سے دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری امن عامہ کو قائم رکھنے کیلئے جاری کیا ہے +

(منشی عبد الرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)